Regd-No E.P. 67

خلافت نمبر

رجسٹرڈ نمبر ای پی ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

ایڈیٹر:- محمد حفیظ بقاپوری

شرح چندہ سالانہ
چھ روپے
ششماہی
۵۰-۳ روپے
ممالک غیر
۵۰-۷ روپے
فی پرچہ
۱۳ نئے پیسے

جلد ۷ | ۲۲ ہجرت ۱۳۳۷ ھش | ۲ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ | ۲۲ مئی ۱۹۵۸ء | نمبر ۱۹

اخبار احمدیہ

قادیان ۲۰ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان دنوں مری میں تشریف فرما ہیں۔ حضور کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے۔ کہ چند روز قبل حضور کو جگر کی خرابی کی وجہ سے متلی اور چکر وں کی تکلیف ہو گئی تھی۔ اس میں اب کافی افاقہ ہے۔

احباب حضور ایدہ اللہ کی صحت وسلامتی اور درازی عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

۱۹ ر سید عبد المعبود صاحب ٹائیسٹ دفتر امور عامہ نے آج دعوت ولیمہ دی، جس میں متعدد مقامی احباب کو مدعو کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے موجب برکت اور مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

— محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اڑیسہ کے تبلیغی دورہ پر ہیں۔ قادیان میں آپ کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں۔

اردو کی ترقی کے متعلق کانگرس ورکنگ کمیٹی کا فیصلہ

جہاں جہاں بھی اردو بولی جاتی ہے اس کے فروغ کے لئے اقدامات کئے جائیں

ابتدائی اور ثانوی جماعتوں میں اردو ذریعہ تعلیم ہو، اور اردو دستاویزات عدالتوں میں قبول کی جائیں

اردو علاقائی زبان ہے اور اس کی ترقی کے لئے حکومت کا اقدام کرنا اشد ضروری ہے

حامیان اردو کے لئے یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے دو روزہ اجلاس منعقدہ نئی دہلی میں اردو کی ترقی اور فروغ کے متعلق چھ نکات پر مشتمل قرارداد منظور کر لی گئی ہے۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے مورخہ ۵ مئی کو ایک قرارداد کے ذریعہ ریاستی حکومتوں کو ہدایت کی ہے کہ جہاں بھی اردو زبان رائج ہے وہاں اس کی تعلیم کی سہولتیں دی جائیں۔ عدالتوں میں اردو کی دستاویزیں قبول کی جائیں۔ ابتدائی اور ثانوی جماعتوں میں اردو کو ذریعہ تعلیم بنایا جائے۔ سرکاری اعلانات اور قوانین اور نوٹیفکیشن اردو میں بھی شائع اور اردو کے فروغ کے لئے تمام دیگر تدابیر اختیار کی جائیں۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی کے دو روزہ اجلاس کا آخری دن تھا۔ ورکنگ کمیٹی نے ایک اور بھی قرارداد منظور کی، جو قومی وسماجی اتحاد کے بارہ میں ہے۔

قومی وسماجی اتحاد سے متعلق قرارداد میں کہا گیا ہے کہ عالمی صورت حال خطرات سے پُر ہے۔ نفرت وتشدد پر مبنی تخریبی طاقتیں بروئے کار ہیں۔ ایسے بحران کے موقعہ پر ہندوستان کو نہ صرف اپنی آزادی کا تحفظ کرنا ہے۔ بلکہ عالمی امن کو بھی برقرار رکھنا ہے اور یہ مقصد ہندوستانی قوم کے اتحاد سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

قومی زبانیں

قومی زبانوں سے متعلق قرارداد میں کہا گیا ہے کہ اقلیتی فرقوں کو سرکاری ملازمتوں کے پورے مواقع ملنے چاہئیں۔ خواہ وہ مرکزی ہوں یا ریاستی۔ اور اس سلسلہ کی ہر رکاوٹ کو ان کی راہ سے دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ خواہ یہ رکاوٹیں زبان کے سبب ہوں یا کسی اور وجہ سے۔ کمیٹی کا خیال ہے کہ دوسری قومی زبانوں کی طرح مرکزی اور ریاستی حکومتوں کو چاہیئے کہ جہاں کہیں اردو بولی جاتی ہو اسے علاقائی زبانوں کی طرح ذریعہ تعلیم بھی بنایا جائے۔ اور اس کا استعمال بھی کیا جائے اور خاص طور پر:۔

(۱) جن بچوں کے ماں باپ یہ کہیں کہ ان کی مادری زبان اردو ہے اُن کے بچوں کی تعلیم اور ان کے امتحان کا ابتدائی درجوں میں انتظام اردو میں کیا جائے۔

(۲) اساتذہ کی تربیت اور اردو کی معقول درسی کتابوں کا بندوبست کیا جائے۔

(۳) ثانوی درجوں میں بھی اردو کی تعلیم کا انتظام کیا جائے۔

(۴) تمام عدالتیں اور سرکاری دفاتر بغیر کسی دوسری زبان میں ترجمے، نقل یا کسی دوسرے رسم الخط میں منتقل کئے ہوئے اردو کی دستاویزات درخواستیں اور دوسرے مسودات قبول کریں۔

(۵) اہم قوانین، قواعد، ضابطے اور سرکاری اعلانات ان علاقوں میں جن کا ذکر کیا گیا ہے اردو زبان میں بھی شائع کی جائیں۔

(۶) اردو زبان کی ترقیات کا ہر ممکن اہتمام و انتظام کیا جائے۔

قرارداد میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ متعلقہ ریاستیں نہ صرف اس پالیسی کی پوری پوری تشہیر کریں بلکہ اس پر عمل پیرا ہونے اور اسے بروئے کار لانے کی پوری پوری کوشش کریں۔ کانگرس کی جانب سے بار بار اس امر کی توضیح کی گئی ہے اور آئینی شبہات کا بار بار تذکرہ کیا گیا ہے کہ اقلیتی زبانوں کو مرکزی اور ریاستی حیثیت سے جو سہولتیں حاصل ہونی چاہئیں نہیں حاصل ہیں۔ اسلئے ورکنگ کمیٹی مرکزی اور ریاستی حکومتوں کی توجہات کو مبذول کراتے ہوئے اس بات کی خواہاں ہے کہ پالیسی اور آئین ہر دو نوں پر پوری پوری طرح عمل کیا جائے۔ خاص طور پر آٹھویں شیڈول میں جن زبانوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ایک اردو بھی ہے جس کا خیال ضروری ہے۔ یہ ہندوستان کے ایک بڑے حصہ میں بولی بھی جاتی ہے۔ اکثریت کی زبان تو یہ نہیں ہے پھر بھی جموں وکشمیر کی سرکاری زبان اور آندھرا کی علاقائی زبان تسلیم کی گئی ہے۔ ہندوستان میں پیدا ہوئی اور برس ہا برس کی کوششوں سے پروان چڑھی ہے۔ اور اترپردیش، بہار، دہلی، پنجاب میں اچھی طرح بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

ٹاٹا آئرن کمپنی جمشید پور میں ہڑتال

(اور)

احمدی ورکروں کا اس میں شمولیت سے انکار

اطلاع ملی ہے کہ ٹاٹا آئرن کمپنی جمشید پور میں کارکنوں نے اپنے بعض مطالبات منوانے کے لئے مورخہ ۱۲-۵-۵۸ کو ہڑتال کرنے کا اعلان کیا۔ احمدیہ جماعت کے جملہ افراد نے جو اس کارخانہ میں ملازم ہیں۔ اپنی روایات اور مذہبی اصول کی بناء پر منیجر صاحب کمپنی کو مورخہ ۱۱-۵-۵۸ کو بذریعہ جناب عبد المجید صاحب امیر جماعت احمدیہ اطلاع دے دی۔ کہ وہ اعلان کردہ سٹرائیک میں شامل نہیں ہوں گے۔ چنانچہ حسب اطلاع جملہ احمدیوں نے اس ہڑتال میں شمولیت نہ کی۔ سٹرائیک میں شامل ہونے والے دوسرے ملازمین نے احمدیوں کے اس اقدام کو بُرا منایا۔ اور اُن کی مخالفت شروع ہو گئی۔ لیکن احمدیہ جماعت کے افراد اپنے مذہبی اصول کی خاطر یہ مخالفت برداشت کر رہے ہیں۔ اور اس بدامنی اور بے چینی اور افراتفری کے زمانہ میں امن۔ تنظیم اور سلامتی کی مشعل کو روشن کئے ہوئے ہیں۔

ہم کمپنی کے متعلقہ افسران اور سرکاری محکمہ جات سے درخواست کرتے ہیں کہ احمدی ملازمین کے ہڑتال میں شامل نہ ہونے کی وجہ سے انہیں جو مشکلات اور پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں ان کو دور کرنے کے لئے اور اُن پُرامن کرمچاریوں کے حقوق کے تحفظ کے لئے جو دراصل خود کمپنی کے حقوق کا تحفظ ہے۔ مؤثر قدم اُٹھائیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

یوم خلافت

بتاریخ ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء

قابل توجہ جماعت ہائے احمدیہ ہند

حسب سابق امسال بھی مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۵۸ء کو "یوم خلافت" منایا جائے گا۔ اس تاریخ کو حضرت مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ اول منتخب ہوئے تھے "یوم خلافت" پر تمام جماعتوں میں جلسے کئے جائیں۔ اور اُن کی خلافت کی اہمیت اور خلافت کی برکات بیان کی جائیں۔ اور احباب کے ذہن نشین کرایا جائے کہ خلافت نبوت کا ایک ضروری تتمہ ہے۔

امراء، صدر اور سیکرٹریان تبلیغ تیاری کر کے جلسے کرا کر رپورٹیں بھجوائیں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر بدر قادیان سے شائع کیا۔

ہفت روزہ بدر قادیان ----- مورخہ ۲۲ مئی ۱۹۵۸ء

انکارِ خلافت کے عواقب

آیت استخلاف کے ابتدائی حصہ میں خدا تعالےٰ نے اپنے اس عظیم الشان وعدہ کا ذکر فرمایا ہے جو امم سابقہ کی طرح اُمتِ محمدیہ کے حق میں پورا ہونے والا تھا۔ اور ساتھ ہی نہایت جامع طور پر خلفاء برحق کے اُن کاموں کا ذکر بھی فرمایا جو مامور وقت کے مشن کی تکمیل کے لئے اُن کے ہاتھوں انجام پذیر ہوتے ہیں۔ چنانچہ تمکینِ دین۔ جماعت برحق ...ے خوف کو امن سے بدل دینا۔ محض خدا کی خاطر تمام عبادات اور فرمانبرداری کے کام بجالانا وغیرھا امور ان مقدس وجودوں کے ذریعہ ظاہر ہوتے ہیں۔ اور خلفاء کی اطاعت میں عامۃ المومنین ان جماعتی نعمتوں سے متمتع ہوتے ہیں۔ اور انہیں بھی خدا تعالےٰ کے دین کو زمین میں قوت و شوکت بخشے جانے میں حصہ لینے کا موقعہ ملتا ہے۔ ہر خوف و ہراس کے موقعہ پر رجوع الی اللہ کے ساتھ اُن کے ایمانوں میں زیادتی ہوتی ہے۔ خدا کے چنیدہ بندوں میں اُن کا شمار ہوتا ہے اور وہ اُس کی رضا کے لئے اپنے تمام اعمال بجا لاتے ہیں۔

آیت کے آخری حصہ میں اُس حزب مخالف کے انجام کا ذکر بھی کیا گیا ہے جو اس نعمتِ عظمیٰ سے روگردانی کرتے ہوئے خلافتِ حقہ کے نظام سے اپنے تئیں کاٹ لیتا ہے چنانچہ اس کی نسبت فرمایا:۔

ومن کفر بعد ذالک
فاولٰئک ھم الفاسقون۔

یعنی اس خدائی وعدہ کے پورا ہونے کے بعد جو لوگ اس نظام سے سرتابی کرتے اور اُس سے انکار کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ وہ فاسق قرار پاتے ہیں۔ اور فاسق کے متعلق قرآن کریم میں ان الفاظ میں تشریح کی گئی ہے:۔

الذین ینقضون عھد اللہ
من بعد میثاقہ ویقطعون
ما امر اللہ بہ ان یوصل
ویفسدون فی الارض ط
(بقرہ ع ۳)

اس میں بتایا کہ منکرین خلافت:۔

(۱) خدا کے عہد کو توڑنے والے قرار پاتے ہیں
(۲) اُس نظام کو باطل کرنے والے ٹھیرتے ہیں جس کو دنیا میں قائم کرنے کا خدائی منشا ہوتا ہے۔
(۳) ان کا یہ طریق وحدتِ قومی کو پارہ پارہ کر کے فساد فی الارض کا باعث ہونے کا موجب ہوتا ہے۔

اب اس کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دو بعثتوں کے وقت منکرینِ خلافت کے طریق عمل اور پھر اُن کے انجام پر غور کر کے دیکھئے۔ صدر اول کی تاریخ میں اس کی پوری تشریح نظر آتی ہے۔ اُمتِ مرحومہ نے اپنے ابتدائی دور ہی میں جو ناقابل تلافی نقصان اُٹھایا وہ اسی محروم ازلی گروہ کی سیاہ کاریوں کا نتیجہ ہے۔ اسلامی تاریخ کے اس دور سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا ہر شخص اس کی عبرتناک تفصیلات سے آگاہ ہے۔ مگر اول و آخر زمانہ کی مشابہت کے پیش نظر آپ کی بعثت ثانیہ میں بھی ایسا گروہ پیدا ہو گیا جس نے گذشتہ تاریخ کے واقعات سے عبرت حاصل نہ کرتے ہوئے اپنے پیشرو منکرین خلافت کے قدم بہ قدم مارا جس کے نتیجہ میں آیت مذکورۃ الصدر کے آئینہ میں ان لوگوں کا انجام بھی ہمارے سامنے ہے۔

(۱) اس زمانہ کے منکرین خلافت نے عہد وفا کو جس رنگ میں توڑا۔ اس سے واضح ہے کہ ان لوگوں نے پہلے خلافت اولےٰ کو تسلیم کیا۔ اور سیدنا حضرت خلیفہ اولؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے اپنی زبان اور عمل سے اس اقرار پر مہر ثبت کر دی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کا سلسلہ جاری رہے گا۔ مگر بعد میں بعض ذاتی اغراض کی بناء پر خلافت ثانیہ کے وقت بیں مرے سے خلافت سے ہی انکار کر دیا۔ اب اس سے بڑھ کر الذین ینقضون عھد اللہ من بعد میثاقہ کا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے

(۲) خلافت کے انکار سے اُن تمام برکات و فیوض سے محروم ہو گئے۔ جو خلافت سے وابستہ ہیں۔ مثلاً:۔

(الف) اعلےٰ درجہ کی تنظیم جس میں ید اللہ علی الجماعۃ کا رنگ پایا جاتا ہے۔ اور بشاشت قلبی سے اپنے روحانی راہنما کی اطاعت کرتے ہوئے انسان خدمت دین میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتا ہے۔

(ب) قومی اتحاد و اتفاق جاتا رہا۔ اگرچہ بظاہر ان لوگوں کی بھی تنظیم نظر آتی ہے۔ لیکن تحسبھم جمیعًا وقلوبھم شتّٰی کے مطابق اندرونی طور پر ان میں ایک دوسرے کی مخالفت دن بدن نمایاں ہوتی چلی گئی۔ کیونکہ ان کی پارٹی کی بنیاد ہی عدم اطاعت اور مخالفت پر رکھی گئی تھی۔ گویا اُسّس علٰی شفا جرفٍ ھارٍ۔ اس کی بجائے ... ... ان کی پارٹی نے مسجد ضرار کی پوزیشن اختیار کر لی جس کی تفصیلات کا یہ موقعہ نہیں۔ جو شخص پیغامی جماعت کی تاریخ سے واقفیت رکھتا ہے وہ اس امر سے بخوبی واقف ہے۔

(ج) حقیقی روحانیت سے محروم رہنے لگے۔ کیونکہ جہاں وابستگان خلافت قدم قدم پر خدا کی نصرت و تائید کے نمونے دیکھتے اور اپنے اپنے دائرہ کے لحاظ سے تعلق باللہ کا شیریں پھل کھاتے ہیں وہاں منکرین خلافت میں سے ایک شخص بھی اس میدان کا مرد ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا چنانچہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے کئی دفعہ انہیں معارفِ قرآن مقابل پر بیان کرنے کی دعوت دی جسے کبھی بھی قبول کرنے کی ان لوگوں کو جرأت نہ ہوئی۔

(د) ساری دنیا میں اعلائے کلمۃ اللہ کا کام جس کے لئے مسیح موعودؑ کی بعثت ہوئی تھی اس کا حق ادا کرنے سے محروم رہے۔ کیونکہ جس شخص کے پاس وہ اس پیغام آسمانی کو لے کر جائیں گے۔ اگر وہ اپنی قلبی تسلی اور اطمینان کے لئے اس وقت کسی زندہ شخصیت کو مثالی رنگ میں دیکھنے کی خواہش کرے تو یہ لوگ ایسے وجود کو پیش کرنے سے محروم ہیں۔ کیا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جگہ اس انجمن کو پیش کریں گے؛ جس کے ممبران ایک دوسرے سے بیزاری کا اظہار کرتے رہے!!

(۳) سب سے بڑی چیز جو انکارِ خلافت کے نتیجہ میں منکرینِ خلافت کو حاصل ہوئی وہ ہے اُن کی سلسلہ حقہ کے دائمی مرکز "قادیان" سے محرومی! حالانکہ یہ لوگ اپنے اقوال میں ہمیشہ ہی "انجمن" کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جانشین اور خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ اور اس کے متعلق تو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے غیر مبہم الفاظ میں فرمایا کہ:۔

"یہ ضروری ہوگا کہ مقام اس انجمن کا ہمیشہ قادیان رہے۔ کیونکہ خدا نے اس مقام کو برکت دی"۔
(الوصیت)

ماسوا اس کے خلافت کا انکار کرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے قادیان سے نکل جانے سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام کہ اُخرج منہ الیزیدیون بھی ان کے بارہ میں پورا ہوا۔ لیکن اس کے برعکس خدا کے فضل سے وابستگان خلافت کو اس مقدس و بابرکت مقام کو ہمیشہ ہی آباد رکھنے کی توفیق مل رہی ہے۔ ۱۹۴۷ء کے خونیں حالات میں بھی اُس نے اپنے خاص فضل سے وابستگانِ خلافت کو اس کی خدمت کرنے کی توفیق دی۔

(۴) اسی طرح مقبرہ بہشتی سے محروم رہ گئے۔ کیونکہ وصیت کر کے اس میں دفن ہونے کے دروازے ان لوگوں نے اپنے ہاتھوں خود بند کر لئے اور اس طرح مرنے کے بعد بھی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی رفاقت سے گویا از خود محروم رہ گئے۔

(۵) انی معک ومع اھلک کے الہام سے خدا تعالیٰ نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی غیر معمولی معیت کا وعدہ دیا۔ اور یہ معیت جہاں خود حضور علیہ السلام کو حاصل ہونے کا وعدہ ہے۔ وہاں آپ کے اہل کو بھی اس نعمت سے متمتع کیا گیا ہے۔ چونکہ منکرین خلافت خصوصیت سے مسیح موعود علیہ السلام کے اہل بیت کے دشمن بن گئے۔ اس لئے خدا کی اس معیت سے یکسر محروم ہو گئے۔

(۶) نظام خلافت سے منقطع ہو کر ان لوگوں کو ایسے اصول اپنانے پڑے جن کا نتیجہ خدا کی روحانی جماعت سے بُعد و حرمان ہے۔ مثلاً نبوت مسیح موعود علیہ السلام سے انکار۔

باوجودیکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں واضح طور پر حقیقی نبی قرار دیا۔ اور آپؑ کی زندگی میں یہ لوگ بھی آپ کو انہی معنوں میں نبی مانتے رہے۔ اور اپنے مضامین میں اس کا اعتراف کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں کے خلافت سے انکار کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ پہلے مرحلہ پر ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آپؑ کے اصل مقام سے نیچے گرانے کا جرم ان سے سرزد ہوا۔

(۷) ہر زمانہ کے برگزیدہ انسان جو طیّب کو خبیث سے جُدا کرنے کے لئے آتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ایک ایسی جماعت تیار ہوتی ہے جو دوسروں سے ممتاز ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اس زمانہ کے مامور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھی ایسی ممتاز جماعت عطا فرمائی اس کے عام لوگوں سے علیحدہ رکھنے کی غرض یہ تھی کہ تا جس پاک وجود کی صحبت سے آپ کے ہاتھ پر ایمان لانے والے مطہر وجود بنیں آئندہ بھی ان کی اولادیں اور ان کے متعلقین بھی بُرے ماحول سے محفوظ رہیں۔ لیکن منکرین خلافت نے اس امتیاز کی حقیقت و اہمیت کو نظر انداز کر کے بعض ذاتی اغراض کے پیش نظر اس امتیاز کو کم کرنے کی کوشش کی مگر اس کا جو پھل ان لوگوں نے پایا وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایسا ہی تازہ مثال پاکستان ٹائمز مجریہ ۲۸ اپریل میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے ملتی ہے، جو انگلستان میں مسجد فضل اور ووکنگ کی عید الفطر کی تقریب سے متعلق ہے۔ پاکستان ٹائمز کے سٹاف رپورٹر کے تاثرات و بیانات کے آئینہ دار ہیں کہ مسجد فضل لنڈن (جو انگلستان میں جماعت احمدیہ کا مرکز ہے) کی تقریب خالص دینی ماحول کو پیش کرتی ہے جبکہ ووکنگ مسجد جسے غیر مبائعین اپنی طرف منسوب کرتے ہیں وہاں منائی گئی عید الفطر کی تقریب تکلیفی اور لہو و لعب کا مرقع تھی!

قیاس کن ز گلستان من بہار مرا!!

علاوہ ازیں اس ترک امتیاز سے ان لوگوں کی غرض یہ بھی تھی۔ کہ دیگر مسلمان ان کے زیادہ قریب ہو جائیں گے۔ مگر ہوا یہ کہ عامۃ المسلمین نے ان کے اس طریق کو منافقانہ چال قرار دیا۔ چنانچہ مغربی پاکستان میں گذشتہ کے واقعات نے اس کو ظاہر کر دیا۔ گویا ان کی حالت "لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء مذبذبین بین ذالک" [illegible] بن کر رہ گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ الغرض یہ اُن چند حقائق کا مختصر ذکر ہے جو اس زمانہ کے منکرین خلافت کو انکارِ خلافت کے ثمرہ کے رنگ ...

"خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے"

خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی طاقت معزول نہیں کر سکتی!

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا اعلانِ خلافت اور چند دیگر نصائح

۲۷ مئی کو یوم خلافت کی مبارک تقریب کے مناسب حال ذیل میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کی ایک تقریر فرمودہ ۱۹۱۲ء کے چند روح پرور اقتباسات افادہ احباب کی خاطر اخبار الحکم و اخبار بدر ۱۹۱۲ء سے نقل کئے جاتے ہیں۔ اس تقریر میں آپؓ نے نہایت واضح الفاظ میں ایک طرف اپنے تئیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا برحق خلیفہ قرار دیا۔ اور دوسری طرف عزل خلفاء کے مسئلہ کا بطلان ثابت کیا۔ اور ساتھ ہی اُن لوگوں کے خیالات کی بھی تردید فرما دی جو خلافت حقہ کے مقابل میں انجمن وغیرہ کو پیش کرتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کے یہ کلمات طیبات جہاں جماعت مبایعین کے لئے باعث مسرت ہیں کہ باوجود ۴۶ سال گذر جانے کے وہ انہیں خیالات کے حامل ہیں وہاں غیر مبایعین اور منکرین خلافت کے لئے تازیانۂ عبرت کا مقام رکھتے ہیں۔ کاش یہ لوگ اُن الفاظ پر سنجیدگی سے غور کریں!! (ادارہ)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ کا اعلانِ خلافت

"میں اس مسجد میں قرآن مجید ہاتھ میں لے کر اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے **پیر بننے کی ہرگز خواہش** نہیں اور نہ تھی اور [illegible] خواہش [illegible] تعالیٰ کے منشا کو کون جان سکتا ہے۔ اس نے جو چاہا کیا۔ تم سب کو پکڑ کر میرے ہاتھ پر جمع کر دیا اور اُس نے آپ نہ تم میں سے کسی نے **مجھے خلافت کا کُرتہ پہنا دیا۔ میں اس کی عزت اور ادب کرنا اپنا فرض** سمجھتا ہوں۔ باوجود اس کے میں تمہارے مال اور تمہاری کسی بات کا بھی روادار نہیں اور میرے دل میں اتنی بھی خواہش نہیں کہ کوئی مجھے سلام کرتا ہے یا نہیں۔ تمہارا مال جو میرے پاس **نذر** کے رنگ میں آتا تھا اس سے پہلے اپریل تک میں اسے مولوی محمد علی کو دے دیا کرتا تھا۔ مگر کسی کو **غلطی میں ڈالا اور اس نے کہا کہ یہ ہمارا روپیہ ہے اور ہم اس کے محافظ** ہیں۔ تب میں نے محض خدا کی رضا کے لئے اس روپیہ کو دینا بند کر دیا۔ کہ میں دیکھوں یہ کیا کر سکتے ہیں؟ ایسا کہنے والے نے **غلطی کی نہیں بے ادبی** کی اُسے چاہئے کہ وہ **توبہ کرے**۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ **توبہ کرے** اب بھی توبہ کر لیں ایسے لوگ توبہ نہ کریں گے تو ان کے لئے اچھا نہ ہوگا۔

ایک وقت کسی نے مجھ سے جھگڑا کیا اس وقت کے [illegible] **ایسا موال** ان کو دیتا نہیں جو تحفہ [illegible] دیئے جاتے ہیں۔ ہاں [illegible] ایک [illegible] رکھتا ہوں اور ایسی جگہ [illegible] خرچ کرتا ہوں جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی راہ ہو۔ میں اپنی ذات اور اپنے متعلقین کے لئے تمہارے کسی روپیہ کا محتاج نہیں ہوں اور کبھی بھی خدا تعالیٰ نے مجھے کسی کا محتاج نہیں کیا وہ اپنے غیب کے خزانوں سے مجھے دیتا ہے اور بہت دیتا ہے اور میں اب تک وہ کسب کر لیتا ہوں جو خدا نے مجھے دیا ہے۔ یاد رکھو میں پھر کہتا ہوں کہ میں تمہارے اموال کا محتاج نہیں ہوں اور نہ تم سے مانگتا ہوں۔ تم میرے پاس اگر کچھ بھیجتے ہو تو اسے اپنے فہم کے موافق خدا کی رضا کے لئے خرچ کرتا ہوں۔ پھر وہ کونسی بات ہو سکتی تھی کہ **میں پیر بننے کی خواہش کرتا**

اب خدا تعالیٰ نے جو چاہا کیا اس میں نہ تمہارا کچھ بس چلتا ہے۔ اور نہ کسی اور کا۔ اس لئے تم **ادب سیکھو** کیونکہ یہی تمہارے لئے **بابرکت راہ** ہے۔ تم اس **حبل اللہ** کو آپ مضبوط پکڑ لو۔ **یہ بھی خدا ہی کی رسن ہے جس نے** تمہارے متفرق اجزاء کو اکٹھا کر دیا ہے پس اسے مضبوط پکڑے رکھو۔ تم خوب یاد رکھو کہ **معزول کرنا اب تمہارے اختیار میں نہیں**۔ تم مجھ میں عیب دیکھو آگاہ کر دو۔ مگر ادب کو ہاتھ سے نہ دو۔ خلیفہ بنانا انسان کا کام نہیں۔ یہ خدا تعالیٰ کا اپنا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار خلیفے بنائے ہیں۔ **آدم** کو، داؤد کو اور ایک وہ خلیفہ ہوتا ہے۔ جو **لیستخلفنھم فی الارض** میں موعود ہے اور تم سب کو بھی خلیفہ بنایا۔ پس مجھے اگر **خلیفہ بنایا** ہے۔ تو خدا نے بنایا ہے اور اپنے **مصالح** سے بنایا ہاں تمہاری بھلائی کے لئے بنایا ہے۔ خدا تعالیٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کو کوئی **طاقت معزول نہیں کر سکتی**۔ اس لئے تم میں سے کوئی مجھے **معزول کرنے کی قدرت اور طاقت** نہیں رکھتا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے معزول **کرنا ہوگا تو وہ مجھے موت دیدے گا** تم اس معاملہ کو خدا کے حوالہ کرو۔ تم معزول کرنے کی طاقت نہیں رکھتے میں تم میں **سے کسی کا بھی شکر گذار نہیں ہوں**۔ جھوٹا ہے وہ شخص جو کہتا ہے کہ ہم نے **خلیفہ بنایا**۔ مجھے یہ لفظ ہی دُکھ دیتا ہے۔ جو کسی نے کہا کہ **پارلیمنٹوں کا زمانہ ہے دستوری حکومت** ہے ایران اور پرتگال میں بھی دستوری ہو گئی ہے۔ ٹرکی میں پارلیمنٹ مل گیا۔ میں کہتا ہوں **وہ بھی توبہ کرلے** جو اس سلسلہ کو **پارلیمنٹ اور دستوری** سمجھتا ہے کیا تم نہیں جانتے کہ ایران کو **پارلیمنٹ** نے کیا سکھ دیا اور دوسروں کو کیا فائدہ پہنچایا ہے۔ ترکوں کو پارلیمنٹ کے بعد کیا نیند آتی ہے تم ایرانیوں نے کیا فائدہ اُٹھایا۔ محمد علی شاہ کے سامنے کتنوں کو غارت کرایا۔ اور اب پچھلوں کو **الٹی میٹم** آتے ہیں۔ اِدھر **انجمن ترقی و اتحاد** جو دُکھ اُٹھا رہی ہے۔ اس کا اندازہ ان خبروں سے کرو جو **طرابلس** سے آئی ہیں۔ تم **دستوری** کو کیا سمجھتے ہو۔ خدا ہی کے فضل اور اسی کے **رسّن کو مضبوط** پکڑے رہنے سے کچھ بنتا ہے اس لئے میں پھر کہتا ہوں **واعتصموا بحبل اللہ جمیعا**۔

میں تمہیں پھر یاد دلاتا ہوں کہ قرآن مجید میں صاف طور پر لکھا ہے کہ اللہ ہی **خلیفے** بنایا کرتا ہے۔ یاد رکھو آدم کو خلیفہ بنایا تو کہا **انی جاعل فی الارض خلیفہ**۔ فرشتے اس پر اعتراض کر کے **کیا حبانہ اُٹھائے**۔ تم قرآن میں پڑھو جب فرشتوں کی یہ حالت ہے۔ اور انہیں بھی **سبحانک لا علم لنا** کہنا پڑا۔ تو تم جو مجھ پر اعتراض کرتے ہو اپنا **منہ دیکھ لو** مجھے وہ لفظ خوب یاد ہیں کہ ایران میں پارلیمنٹ ہو گئی۔ اور دستوری کا زمانہ ہے اُنہوں نے اس قسم کے الفاظ بول کر **جھوٹ بولا۔ بے ادبی کی۔** خدا تعالیٰ کی غیرت نے انہیں **دستوری** کے نتیجے ایران ہی میں دکھا دی۔ میں پھر کہتا ہوں وہ **اب بھی توبہ کر لیں**۔ میں دوستوں کو کہتا ہوں **ما اسئلکم علیہ من اجر ان اجری الا علی اللہ**۔ میرا مولیٰ مجھے سب کچھ دیتا ہے۔ اگر وہ نہ چاہتا تو جب میں گھوڑے سے گرا تھا تو اس صدمہ سے مر جاتا۔ مگر اسی نے میری حفاظت کی۔ اور جہاں پچھلے سال مجھے بولنے کی طاقت نہ تھی **آج خدا کے فضل سے میں اس سے بھی بلند آواز سے بول سکتا ہوں**۔ پس ایسے خیالات کو چھوڑ دو۔

(۲)

ہمارے اصول۔ پھر میں تمہیں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے اصول مشکل نہیں ہیں بلکہ بہت آسان ہیں۔ اول **ایمان باللہ**۔ ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمام صفات کاملہ سے موصوف اور تمام محامد اور اسماء حسنیٰ کا مجموعہ اور مستجمع اور تمام بدیوں اور نقائص سے منزہ یقین کرنا ہے اور اللہ کے سوا کسی وجود اور ہستی سے اُمید و بیم نہ رکھنا اور کسی کو اس کا **ندا در شریک** نہ ماننا۔ وہ اپنی ذات میں یکتا اپنی صفات میں بے ہمتا اپنے اسماء اور افعال میں **لیس کمثلہ شیء** ہے۔ پھر ملائکہ پر ایمان ضروری ہے جو تمام نیک تحریکوں کے محرک ہیں اور ان پر ایمان لانے کی یہی غرض ہے کہ انسان ان پاک تحریکوں پر عمل کرے۔

ایمان کے ارکان:- یہ ملائکہ نزول بھی کرتے ہیں اور ان پاک بندوں پر جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے **تعلقات بڑھاتے ہیں اور استقامت** کے درجہ پر پہنچتے ہیں ملائکہ کا نزول ہوتا ہے یہ قرآن مجید سے ثابت ہے پھر اللہ تعالیٰ **کی کتابوں** پر ایمان لانا ضروری ہے۔ پھر اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے وقتاً فوقتاً دنیا کی **اصلاح اور بھلائی** کے لئے اپنے پاک نبیوں کو بھیجا۔ اور ہم ان **تمام انبیاء** پر ایمان لاتے ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے یا نہیں۔ اور ان انبیاء کی بعثت و نبوت میں ہم کوئی **فرق** نہیں کرتے اس پاک گروہ نے خدا کا کلام مخلوق کو پہنچایا ہے۔ ہم اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ تمام نبوتیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئیں۔ بلکہ میں اس بات پر بھی یقین رکھتا ہوں۔ اور **بصیرۃ اور شرح صدر** کے ساتھ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نہ صرف تمام نبوتوں کے جامع اور **خاتم** تھے بلکہ میں کہتا ہوں کہ آپؐ **خاتم النبیین۔ خاتم الرسل** اور **خاتم کمالات انسانی** تھے۔ آپؐ کے بعد کوئی شخص آپ کی **نبوت** اور [illegible] میں فنا ہوئے بغیر کوئی **فیض** نہیں پا سکتا۔ اور کوئی نبوت **مؤثر** اور

مستند نہیں ہو سکتی۔

جس پر نبوتِ محمدیہ کی مُہر ہو

سب نبی برحق ہیں۔ پھر تقدیر کا مسئلہ ہے یہ حق ہے۔ جزا و سزا حق ہے۔ حشر و نشر پل صراط۔ جنت و نار سب حق ہیں یہ عقائد ہیں اور عقائد کے بعد اعمال ہیں۔ کیونکہ زندہ اور بہتر ایمان وہی ہے جس کے اعمال صالح ہوں۔ جن میں نماز ہے زکوٰۃ ہے حج ہے روزہ ہے اخلاق فاضلہ ہیں اور رذائل سے بچنا ہے۔ یہ سب فرض ہیں:

(۳)

میں تم کو وصیت کرتا ہوں اوصیکم بتقوی اللّٰہ تقوی اللہ اختیار کرو۔ میں اسی کی وصیت کرتا ہوں۔ متقی بن جاؤ گے تو دنیا میں بامراد اور کامیاب ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ تم کو ہر قسم کی تنگیوں سے نجات دے گا من حیث لا یحتسب تم کو رزق ملے گا تمہارے دشمن ہلاک ہوں گے اور بالآخر علوم حقّہ تم پر کھولے جاویں گے۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بہت استغفار کرو تا کہ گناہوں کے برے نتائج سے تم محفوظ رہو اور آئندہ گناہوں کے جذبات دبائے جاویں۔ استغفار بہت ہی ضروری چیز ہے۔ اور تمام انبیاء کا اجماعی مسئلہ ہے۔ خدا تعالیٰ کے حضور دعائیں کرو جو اس کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہے اس پر کھولا جاتا ہے۔ تم میں سے بعض کمزور ہیں۔ قوت فیصلہ نہیں رکھتے اور تاب مقابلہ ان میں نہیں چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے حضور گر جائیں۔ اور بہت دعا کریں۔ الحمد شریف پڑھ کر دعا کریں۔ الحمد شریف۔ درود شریف استغفار اور لاحول کثرت سے پڑھا کرو میرا اعتقاد ہے۔ نیکچر دینے میں۔ کلام کرنے میں مسائل کا جواب دینے میں شعار دل سے کام لو۔ اور الحمد شریف کو ضرور پڑھو۔ تم اس کی عادت ڈالو۔ نامرادی و ناکامی کو دیکھو گے بھی نہیں۔ تمہارا کام دعا کرنا ہو۔ اور سب سے ضروری مسئلہ لا الٰہ الا اللّٰہ پر ایمان رکھو بندہ کمزور ہے۔ وہ اللہ ہر آن میں تمہیں کروڑوں نعمتیں عطا فرماتا ہے۔ پھر ایک اور ضروری مسئلہ کہہ کر ختم کر دیتا ہوں ہمارا محسن اور ہمارا ہادی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے غور کرو۔ اُنہوں نے کس طرح دین پھیلایا اگر وہ بھی ہماری طرح ہوتے تو دین ہم تک نہ آتا۔ آپ کی ان مشقتوں میں سے جو تبلیغ دین کے لئے اُٹھائیں۔ ایک ادنیٰ سی بات ہے کہ طائف میں عبد یالیل کے پاس گئے اور اس کو خدا کا کلام سنانا۔ اس نے کہا کہ میں اوروں کو بلا لوں یہ کہہ کر وہ گیا اور تمام بچوں اور شہدوں کو جمع کر کے لے آیا۔ ان کے حرامزادوں کے ہاتھ میں پتھر تھے۔ اُنہیں کہا جاتا ہے لو۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ۱۲ کوس تک بھاگتا گیا۔ اور مجھے نہیں معلوم کدھر جاتا ہوں۔ سر سے لے کر پاؤں کے تلوے تک زخمی اور لہولہان ہو گئے۔ ایک فرشتہ نے اس حالت میں کہا کہ میں پہاڑ کا ملک ہوں اگر حکم ہو تو ان پر پہاڑ ڈال دوں آپ نے فرمایا نہیں ان کی اولاد بھی ہو جائے گی۔ یہ ناواقف لوگ ہیں اُنہوں نے مقابلہ کیا ہے۔ تمہارا دل بھر نہیں آتا۔ یہ ادنیٰ سی مشقت ہے جو آپ نے تبلیغ دین کے لئے اُٹھائی پس کثرت سے اپنے ہادی پر درود شریف پڑھو۔ آپ کے محسن۔ احسان بردباری اور مصائب کو دیکھ کر جو اس دین کے پہنچانے میں اُٹھائے۔ درود شریف پڑھو کہ آپ کے مدارج بلند ہوں اور آپ کو کامیابیاں نصیب ہوں۔ پس اپنے گناہوں سے استغفار کرو۔ باہم محبت بڑھاؤ۔ بغض کو چھوڑ دو۔ جو لوگ اس سلسلہ میں داخل ہیں اور اُنہوں نے خدا کے فضل سے الہام کا فیض پایا ہے وہ اس فیض کی قدر کریں خرمستیاں چھوڑ دیں۔ ایسا نہ ہو یہ نعمت ان کے لئے وبال جان ہو جاوے خدا سے ڈرو کہ اس سے ڈرنے والے ضائع نہیں ہوتے:

درخواست دعا

(۱) میرا لڑکا عزیز ظہور احمد اسالی پاکستان میں میٹرک کا امتحان دے رہا ہے۔ نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ نیز خاکسار کو ایک عرصہ سے دل کا عارضہ ہو جاتا ہے۔ اب اس کے دورے قریب قریب ہونے لگے ہیں جس کی وجہ سے تشویش ہے احباب کرام کامل شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

غلام ربانی انچارج احمدیہ شفاخانہ قادیان

(۲) میرے بڑے بھائی انجبار احمد صاحب سیکنڈ ایئر ڈپلومہ فیئنشل بی۔ ایس سی انجینئرنگ۔ اور چھوٹا بھائی میٹرک اور میں خود ایف۔ ایس۔ سی کے امتحانات میں شریک ہو رہے ہیں ہم سب کی نمایاں کامیابی کے لئے درویشان کرام اور احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

خاکسار ریاض احمد گورنمنٹ کالج لاہور

(۳) میری دو بھانجیاں اور ایک بھتیجی پاکستان میں ایف۔ اے کا امتحان دے رہی ہیں نمایاں کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ محمد حفیظ بقاپوری

ہدیہ بحضور خلافت احمدیہ

ساقی نامہ کا چوتھا حصہ

(از جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ)

پلا ساقیا جام سبع مثانی
کہ اب ختم ہونے کو ہے زندگانی

جو ۲۶ مئی کو قیامت تھی آئی!
سبک ہو نہیں سکتی اس کی گرانی

مگر کیا کریں ذمہ داری تھی سر پہ
یہ گٹھڑی تھی آخر ہمیں تو اٹھانی

لہٰذا اُٹھے پونچھ کر اپنے آنسو
چلا آگے آگے وہ نورِ زمانی

اولو العزم نے باگ ڈور آ سنبھالی
جماعت نے پایا عروجِ شہابی

کئی فتنے اُٹھے جو اُس نے مٹائے
یقیم الشریعۃ ہے کی پاسبانی

جو تفصیل مطلوب ہوگی تو سننا
قریباً من القادیاں کی زبانی

جو محشر بپا قادیاں میں ہوا تھا
ملا داغِ ہجرت بہ نقصان جانی

نکل آئے جنت سے ہم مثلِ آدم
کہ لاہور کا تھا نصیبے میں پانی

دعاؤں سے جو اصلاحِ احوال پائی
تو بنجر زمیں مثلِ سدی بہانی

ندامت کے اشکوں سے سینچا گئے ہم
تو ذاتِ قرار کی دیکھی نشانی

جو کھویا تھا پایا جو پایا بڑھایا
ہوا بڑھتے بڑھتے وہ باغِ جنانی

یہ ہے صبرِ ایوبی کا پھل ہی تو
رفاقت کی یہ قدر قدرت نے جانی

جو دن دونی ہے رات کو ہو گئی ہے
یہ افزائشِ نسل خورد و کلانی

وہ فیضان تھا قدرتِ اوّلیں کا
تو دیکھو یہ قدرت کا ہے نقشِ ثانی

پلاتا ہے ساقی تو جی بھر کے پی لو
یہی تو ہے تسنیم و کوثر کا پانی

امریکا افریقہ یورپ میں دیکھو
مساجد کی تعمیر کے ہم ہیں بانی

مسیحِ محمدؐ کی شہرت ہے ہر سو
اشاعت میں اسلام کی کامرانی

ثریا سے لایا ہے ایمانِ محکم
یہ ابنائے فارس کا دورِ زمانی

حسد حاسدوں کا بگاڑے بھلا کیا
اعوذ برب الفلق کی نشانی

نہ احرار باقی نہ اشرار باقی
کہ سب ہونیوالے تھے آخر کو فانی

وہ شبہات اسلام میں رکھتے ہیں
مگر اعتراضات پر قادیانی

وہ مودودی فرقہ بہ آں شور اشوری
ہوا جاتا ہے بے نمک آنجہانی

تتمہ نبوت کا ہے جب خلافت
تو پھر بعض نے بات کیوں یہ نہ مانی

خلافت ہے جب تک جماعت ہے قائم
کہ توحید و وحدت کی ہو نگہبانی

خلافت نہ ہوگی تخالف بڑھے گا
نہ پاؤ گے پھر نصرتِ جاودانی

یہ تحریک کا پنج ہزاری سپاہی
مدد و خمسہ آلاف کی آسمانی

ازاں بعد قطبِ جدید آگیا ہے
کرے گا جو اک لاکھ کی سارہبانی

رفیق قدیمی ہے برکت علی خاں
کراتا رہا جو بہت یاد دہانی

تراجم کئے پاک قرآں کے شائع
مساجد قریبی میں بنائیں عیانی

مبارک کو یہ خدمتِ دیں مبارک
ہے صدیق امرتسری یارِ ثانی

مبشر فلسطیں کا حجی فی اللہ
شریف احمدیت کا دُرِّ یمانی

کتابیں مسیحِ محمد کی اردو
عرب کی زباں میں ہے کی ترجمانی

ایازانِ محمود ہیں اور صدہا
جو ناصر ہیں سبحانہٗ من یرانی

الٰہی سلامت رہیں باکرامت
مجھے ان سے نسبت ہے اکمل پرانی

تراہد دل سلام اس پہ لاکھوں دعائیں
کلیدِ ظفر ہاتھ میں جس کے آئی

اذا جاء نصر من اللہ کا مژدہ
سنا بارہا ہم نے جس کی زبانی

بھدرک (اڑیسہ) میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی تشریف آوری

باوجود مخالفت کے کامیاب پبلک جلسہ مسجد کا سنگِ بنیاد مقامی جماعت کی طرف سے

سپاسنامہ اور اُس کا جواب

(از مکرم سید محمد زکریا احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ بھدرک)

تشریف آوری

حضرت صاحبزادہ صاحب کی تشریف آوری کے سلسلہ میں ایک دن قبل ہی مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج مدراس بھدرک پہنچ چکے تھے۔ مورخہ ۱۷رمئی ۱۹۵۸ء کی صبح کو حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بذریعہ ایکسپریس کلکتہ سے بھدرک رونق افروز ہوئے۔ رات سے سٹیشن پر احباب جماعت بھدرک حاضر تھے۔ علاوہ ازیں مکرم مولوی سید فضل الرحمن صاحب بی۔اے نائب پراونشل امیر خوردہ سے مکرم مولوی عبد الستار صاحب ایم۔اے مکرم سید ابو الصالح صاحب صدر جماعت احمدیہ اور ایم۔پی و مکرم عبد الباری صاحب کٹک سے تشریف لاکر سٹیشن پر استقبال کے لئے موجود تھے۔ گاڑی پہنچتے ہی تمام احباب جو اشتیاقِ دید کے لئے رات سے منتظر تھے پروانہ وار صاحبزادہ صاحب کے ارد گرد جمع ہو گئے۔ صاحبزادہ صاحب کے گلے میں پھولوں کا ہار ڈالا گیا۔ اس کے بعد سب احباب نے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔ مصافحہ کے وقت فرداً فرداً احبابِ جماعت کا تعارف کرایا گیا۔ اس کے بعد بذریعہ کار جائے رہائش تک تشریف لے گئے۔ بعد ازاں مسجد احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی اقتدا میں صبح کی نماز ادا کی گئی۔ شام سے قبل بعض غیر احمدی دوستوں نے صاحبزادہ صاحب موصوف سے شرفِ ملاقات حاصل کیا۔

پبلک جلسہ

شام کے بعد پبلک جلسہ کا انتظام کیا گیا تھا۔ وفد کی آمد کا چرچا پہلے سے شہر میں کافی طور پر ہو چکا تھا۔ جماعت کی طرف سے اشتہار چھپوا کر تقسیم کئے گئے۔ اور بعض معززین کو دعوتی کارڈ ارسال کئے گئے تھے۔ غیر احمدیوں نے لوگوں کو جلسہ میں آنے سے روکنے کے لئے ہمارے جلسہ گاہ سے کچھ فاصلہ پر اپنا جلسہ کیا۔ جس میں مقامی غیر احمدی عالموں نے تقریریں کیں علاوہ ازیں انہوں نے سونگھڑہ سے ایک غیر احمدی مولوی محمد اسمٰعیل کو بلایا تھا۔ اس نے حسب عادت احمدیت کے خلاف زہر اگلا۔ مگر باایں ہمہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان تھا کہ ہمارے جلسہ میں علاوہ ہندو دوستوں کے غیر احمدیوں نے بھی ہماری امید کے خلاف کافی تعداد میں ہمارے جلسہ میں شرکت کی۔ اور بخوب غور سے ہماری باتوں کو سنا۔ الحمد للہ علیٰ ذالک

جلسہ کی کارروائی حضرت صاحبزادہ صاحب کے زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت و نظم خوانی کے بعد مکرم مولوی سید صمصام علی صاحب نے ہندو دوستوں کی خاطر اڑیہ زبان میں اسلام کی خوبی پر احسن پیرایہ میں تقریر کی جس کا ہندو دوستوں پر اچھا اثر پڑا۔ بعد ازاں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے اختلافی مسائل پر نہایت دلکش انداز میں تقریر شروع کی۔ سامعین ہمہ تن گوش بنے ہوئے تھے۔ بفضلہ تعالیٰ یہ سلسلہ کافی دقت تک جاری رہا اور سامعین بہت متاثر ہوئے۔ بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے صدارتی تقریر فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیشہ سے یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ وہ اپنے مامور و مرسل کی تائید کرتا رہتا ہے اور اسے دنیا میں غالب کرتا چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خدا کے مامور و مرسل تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر میدان میں آپ کی تائید کی اور آپ کو غلبہ دیتا چلا جا رہا ہے یہ معیار آپ کی صداقت کے پرکھنے کے لئے کم نہیں ہے۔ بعدہٗ حضرت صاحبزادہ صاحب نے حاضرین سمیت ایک لمبی دعا فرمائی۔ اور جلسہ بخیر و خوبی گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ پولیس نے بھی اپنے فرائض کی ادائیگی باحسن طریق انجام دی جس کے لئے ہم مشکور ہیں

مورخہ ۱۷رمئی ۱۹۵۸ء کو تقریباً سات بجے صبح غیر احمدیوں کے سرکردہ نمائندے مناظرہ سے متعلق گفتگو کرنے کے خیال سے تشریف لائے۔ دن کے ایک بجے تک مناظرہ کے متعلق شرائط وغیرہ طے کرنے میں مصروفیت رہی۔

مسجد احمدیہ کا سنگِ بنیاد

بھدرک میں مسجد احمدیہ کی سخت ضرورت ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمارے دو احمدی بھائی مکرم شیخ عبد العزیز صاحب مکرم شیخ عبد الصمد صاحب نے ایک باموقع قیمتی زمین برلب شارع عام وقف کر دی اور مکرم شیخ فقیر محمد صاحب احمدی نے اس کی تعمیر کے سلسلہ میں مبلغ ایک ہزار روپیہ چندہ دیا ہے۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء

بعد نماز عصر حضرت صاحبزادہ صاحب نے اسی زمین پر اپنے ہاتھوں سے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور جماعت سمیت دعا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اس مسجد کی تعمیر کی توفیق عطا کرے اور اسے ہر طرح بابرکت و مثمر ثمرات حسنہ بنائے۔ آمین۔

تحریری مناظرہ

بعد نماز مغرب پھر غیر احمدی نمائندوں سے مناظرہ کی گفتگو چل پڑی۔ اور دورہ کے بعد تحریری مناظرہ کرنے کا فیصلہ ہوا۔

سپاسنامہ اور تربیتی جلسہ

بعدہٗ جماعت کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت بابرکت میں سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ اس وقت احباب و مستورات شامل تھیں۔ اس کے بعد تربیتی اجلاس شروع ہوا جس میں صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو گرانقدر نصائح سے مستفید فرمایا۔ اور جماعت کو عملی نمونہ بننے کی تلقین فرمائی۔

بعدہٗ مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے بھی اپنی تقریر میں جماعت کو اپنے اندر مقناطیس کی طرح روحانی کشش پیدا کرنے کی تلقین کی۔ اور نظام کی پابندی کرنے کی نصیحت کی۔

اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک لمبی دعا فرمائی۔ اور بعد دعا جلسہ برخاست ہوا۔

مورخہ ۱۸رمئی کو صبح سے پھر غیر احمدی دوست مع اپنے مولوی کے مناظرہ کے متعلق آخری فیصلہ کے لئے آئے اور اس بارے میں آخری فیصلہ طے پا گیا۔

بعد ازاں ساڑھے نو بجے وفد کٹک کے لئے روانہ ہو گیا۔ سٹیشن پر احباب جماعت خدا حافظ کہنے کے لئے موجود تھے۔ گاڑی پہنچنے پر احباب نے معانقہ کیا۔ اور اپنے محبوب آقا کے لختِ جگر کو محبت بھرے جذبات سے رخصت کیا۔

خاکسار محمد زکریا صدر جماعت احمدیہ بھدرک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

سپاس نامہ

بحضور پُرنور محترم و مسعود صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

ابن حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

منجانب

جماعت احمدیہ بھدرک ضلع بالاسور۔ صوبہ اُڑیسہ

محترم المقام مکرم صاحبزادہ میاں وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

چودہ سو میل کے دور دراز سفر کی صعوبت کو برداشت کرتے ہوئے آپ نے اپنے ورودِ مسعود سے اس سرزمین اُڑیسہ کو جس طرح نوازا ہے۔ اس کے لئے ہم بارگاہِ رب العزت میں سجدات شکر بجا لاتے ہوئے آں محترم کی خدمت بابرکت میں اھلاً و سھلاً و مرحبا کا ہدیہ پیش کرتے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے جو خوشی و مسرت کی لہر دوڑ رہی ہے اس کو الفاظ کا جامہ پہنانے سے ہم قاصر ہیں۔ ہم اپنی خوش بختی پر بے حد مسرور اور نازاں ہیں کہ آج ہم میں اس زمانہ کے مامور و مرسل جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام بروز محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے پوتے اور حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود کے فرزند ارجمند رونق افروز ہیں۔

صاحبزادۂ عالیجاہ! اللہ تعالیٰ نے جہاں آپ کو یہ اعزاز بخشا ہے۔ کہ آپ ابنائے فارس سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہاں اس نے آپ کو نیک اوصاف سے بھی متصف فرمایا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دوربین نگاہوں نے آپ محترم کی صلاحیتوں اور قابلیت کے پیش نظر آپ کو ہندوستان کی جماعتوں کی خاطر قادیان میں ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ممتاز عہدے پر متعین فرما کر ایک بھاری اور اہم بوجھ آپ کے کندھوں پر ڈالا آپ نے اس عرصہ میں اپنی اس اہم ذمہ واری کو جس احسن طریق اور خوش اسلوبی سے نبھایا ہے وہ آپ کا ایک درخشاں کارنامہ ہے۔

این سعادت بزورِ بازو نیست ۔۔۔ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

مخدومنا! آپ کے جدِ امجد بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب

قادیانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے ایسے زمانہ میں دنیا کی اصلاح کے لئے مبعوث فرمایا۔ جبکہ دنیا میں تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ مادیت اپنے عروج پر تھی۔ نوع انسان اپنے اعمال سے مذہب اور ذاتِ باری کے وجود کو بھلا چکی تھی۔ آپ نے خدا تعالےٰ سے علم پاکر اس کے احکام کی تعمیل میں بنی نوع کی اصلاح کا بیڑہ اُٹھایا اسلام کے روشن اور منور چہرہ سے دنیا کو ازسرِ نو روشناس کرایا۔ اسلام کی جامع اور ہمیشہ قائم رہنے والی تعلیمات کو صحیح رنگ میں پیش فرمایا جس پر عمل کرکے انسان نہ صرف باخدا انسان بلکہ خدا نما انسان بن سکتا ہے۔ مختلف مذاہب کے پیروؤں کو باہمی مذہبی منافرت دور کرنے اور صلح اور آشتی کے ساتھ امن وچین کی زندگی بسر کرنے کے لئے قرآن حکیم کی پرحکمت تعلیم کی روشنی میں اس حقیقت کو واضح فرمایا کہ دنیا میں جتنے بھی مذاہب پائے جاتے ہیں ان تمام مذاہب کے پیشوا اللہ تعالےٰ ہی کی طرف سے مامور اور اپنے وقت کے پیغمبر، نبی، رشی اور منی تھے۔ ان سب کی صداقت پر ایمان لانا اور ان کی عزت واحترام کرنا لازمی ہے۔

آپؑ نے ۱۸۸۹ء میں جماعت احمدیہ کی بنیاد رکھی۔ جس کا ہر فرد اپنے جذبۂ ایثار وقربانی وخدا ترسی ونیک نمونہ کی وجہ سے اسلامی تعلیمات کی جیتی جاگتی تصویر ہے آج جبکہ اس جماعت کو قائم ہوئے صرف ستّر سال گذر رہے ہیں۔ علاوہ برّصغیر ہندوستان وپاکستان کے گوشے گوشے کے یورپ امریکہ مغربی ومشرقی افریقہ۔ انڈونیشیا۔ بلاد عربیہ۔ ملایا سیلون وغیرہ ممالک میں اس کے سینکڑوں مراکز قائم ہوچکے ہیں۔ ان میں بیسیوں مسجدیں بن چکی ہیں۔ قرآن کریم کے تراجم مختلف زبانوں میں شائع ہوچکے ہیں۔ فرزندانِ احمدیت شب ورز تبلیغ اسلام کے مقدس فریضہ کی ادائیگی میں سرگرم عمل ہیں۔ جماعت احمدیہ کی غیر معمولی ترقی ووسعت جہاں اللہ تعالےٰ کی تائید ونصرت کی مرہونِ منت ہے۔ وہاں اس کا سہرا آپ محترم کے والد بزرگوار اور ہمارے موجودہ امام امیر المومنین المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے سر ہے۔ جنہوں نے آج سے چوالیس سال قبل تختِ خلافت پر متمکن ہونے کے بعد اپنی تمام تر توجہ جماعتی تنظیم اور تبلیغ اسلام پر مرکوز کردی۔ اور آپ ہی کی قوتِ قدسیہ وتوجہ عالیہ کا فیض ہے کہ آج ہزارہا احمدی نوجوان اعلےٰ تعلیم سے مزین وآراستہ ہوتے ہوئے دنیاوی دولتوں اور وجاہتوں کو ٹھکرا کر اپنی زندگیاں خدا کے دین کی اشاعت کے لئے وقف کرکے دفتی سے بے وطن ہوکر دور دراز ممالک میں اعلاء کلمۃ الحق میں دن رات معروف ہیں۔ اور پیاسی روحوں کو توحید اور اسلام کے مصفّٰی چشمہ سے سیراب کرنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔

عالیجاہا! جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کو آپ کی ذات ستودہ صفات سے بہت سی توقعات ہیں۔ اس علاقہ میں آپ کی تشریف آوری وقت کے روحانی تقاضوں کو پورا کرنے والی ہے۔

محترم صاحبزادہ صاحب! مکرم مولوی سید محمد حسن صاحب مونگھیروی ومولوی عبدالرحیم صاحب مرحوم کشمیری کی کوششوں سے خلافتِ ثانیہ کے عہدِ سعادت مہد میں یہ جماعت قائم ہوئی۔ اور سب سے پہلے شیخ عبداللہ صاحب مرحوم نے احمدیت قبول کی۔ خدا کے فضل سے اس جماعت میں بہت سے مخلص دوست گذر رہے ہیں۔ خانصاحب مولوی نور محمد صاحب مرحوم ڈی۔ ایس۔ پی۔ اس جماعت کے درخشندہ گوہر اور صوبائی امیر بھی تھے یہ جماعت ایک غریب جماعت ہے۔ اڑیسہ میں اس جگہ کو مسلم اکثریت کی وجہ سے ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل واحسان ہے کہ اڑیسہ کی دیگر جماعتوں کے مقابلہ میں اس کی ترقی کی رفتار خوش کن ہے جس کا اظہار مرکزی نمائندوں نے بھی گاہ بگاہ کیا ہے۔ تبلیغی میدان امید افزا ہے۔

جماعت کی ترقی کے پیش نظر موجودہ مسجد (جسے محترم مولوی نور محمد صاحب نے اپنے خرچ پر بنوایا تھا) ناکافی ثابت ہوچکی ہے۔ ایک کھلی جگہ پر مسجد اور دار التبلیغ کی اشد ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہمارے دو احمدی بھائیوں مکرم شیخ عبدالعزیز ومکرم عبدالصمد صاحبان نے ایک نہایت عمدہ قیمتی باموقع بر لبِ سڑک قطعہ اراضی جماعت کے لئے وقف کی ہوئی ہے۔ مسجد کی تعمیر کے لئے کوشش جاری ہے۔ مکرم شیخ فقیر محمد صاحب نے مسجد کے لئے مبلغ ایک ہزار روپے کی رقم دی ہے۔ بعض دیگر احمدی احباب کے چندوں کو ملاکر پختہ اینٹیں تیار کروائی گئی ہیں۔ مرکزی امداد کے ساتھ اس کی تکمیل ہوسکتی ہے۔ جس کے لئے مرکز میں درخواست بھجوائی ہوئی ہے۔

تعلیم وتربیت کے لئے عرصہ تقریباً دو سال کا ہوا۔ مکرم مولوی سید ضمصام علی صاحب کو بطور معلم مقرر کیا گیا ہے۔ اس پر جماعت ماہوار چالیس روپے خرچ کررہی ہے۔ جماعت کا نوجوان طبقہ اس سے مستفید ہو رہا ہے۔ چھوٹے بچے بھی دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ ہم مرکز کے مشکور ہیں کہ وہ ہمیں تقریباً ایک سال سے ماہوار گرانٹ دے رہا ہے اگرچہ پیش آمدہ ضرورت کے لحاظ سے اس رقم میں مزید اضافہ کی ضرورت ہے۔

بالآخر ہماری دلی دعائیں اور نیک تمنائیں آپ کے پاکیزہ عزائم کے ساتھ ہیں اور ہم بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ مولا کریم ان کی تکمیل میں آپ کا حامی وناصر ہو۔ آمین ثم آمین۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العٰلمین۔

ہم ہیں افراد جماعت احمدیہ بھدرک ضلع بالاسور صوبہ اڑیسہ مورخہ ۷ر مئی ۱۹۵۸ء

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر

کیونکہ وہ دائمی ہے

(از سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

"یہ خدا تعالیٰ کی مشیئت ہے اور جب سے کہ اُس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور انکو غلبہ دیتا ہے۔ جیسا کہ فرماتا ہے کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِی۔ اور غلبہ سے مراد یہ ہے کہ جیسا کہ رسولوں اور نبیوں کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ خدا کی حجت زمین پر پوری ہوجائے۔ اور اس کا مقابلہ کوئی نہ کرسکے۔ اسی طرح خدا تعالیٰ قوی نشانوں کے ساتھ انکی سچائی ظاہر کردیتا ہے اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں

اُس کی تخم ریزی

اُنہی کے ہاتھ سے کردیتا ہے۔ لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا بلکہ ایسے وقت میں اُن کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے مخالفوں کو ہنسی اور ٹھٹھے اور طعن اور تشنیع کا موقعہ دیدیتا ہے۔ اور جب وہ ہنسی ٹھٹھا کرچکتے ہیں تو پھر

ایک دوسرا ہاتھ

اپنی قدرت کا دکھاتا ہے۔ اور ایسے اسباب پیدا کردیتا ہے جن کے ذریعہ سے وہ مقاصد جو کسی قدر ناتمام رہ گئے تھے اپنے کمال کو پہنچتے ہیں۔ غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ اب کام بگڑ گیا۔ اور یقین کرلیتے ہیں کہ اب یہ جماعت نابود ہو جائیگی۔ اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں اور اُن کی کمریں ٹوٹ جاتی ہیں اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہیں اختیار کرلیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور

گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال

لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کے معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے وقت میں ہوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بے وقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہؓ بھی مارے غم کے دیوانوں کی طرح ہوگئے تب خدا تعالیٰ نے

حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو کھڑا کرکے

دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا اور اسلام کو نابود ہوتے ہوتے تھام لیا اور اس وعدہ کو پورا کیا جو فرمایا تھا۔ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَهُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا۔ یعنی خوف کے بعد پھر ہم ان کے پیر جما دیں گے۔ ایسا ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں ہوا۔ جبکہ حضرت موسےٰ مصر اور کنعان کی راہ میں پہلے اس سے جو بنی اسرائیل کو وعدہ کے موافق منزل مقصود تک پہنچا دیں فوت ہوگئے۔ اور بنی اسرائیل میں اُنکے مرنے سے ایک بڑا ماتم برپا ہوا۔ جیسا کہ توریت میں لکھا ہے کہ بنی اسرائیل اس بے وقت موت کے صدمہ سے اور حضرت موسےٰ کی ناگہانی جدائی سے چالیس دن تک روتے رہے۔ ایسا ہی حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہوا اور صلیب کے واقعہ کے وقت حواری تتر بتر ہوگئے اور ایک اُن میں سے مرتد بھی ہوگیا۔

خدا تعالےٰ کی دو قدرتیں

سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں۔ کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اُس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔ جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے۔ اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

اہمیتِ خلافت

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

تاریخ خلافت اتنی ہی قدیم ہے۔ جتنی خود بنی نوع انسان کی معاشرتی تاریخ۔ انسان جوں جوں ارتقائی مدارج سے گذرتا گیا۔ اور اس پر جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی اقدار کی حقیقت کھلتی گئی "عنوانِ خلافت" اور روشن ہوتا گیا تاریخ خلافت پر نظر ڈالنے کے بعد ہم کہہ سکتے ہیں کہ سلسلہ الٰہی کا حرفِ اول اور حرفِ آخر یہی خلافت ہے۔ انسانیت کے چہرے پر جس نے سب سے پہلے حسن کا قشقہ لگایا وہ انگشتِ خلافت ہے۔ اور انسانی تمدن کی آبرو کا جو آخری محافظ قرار پایا۔ اس کا نام بھی خلافت ہی ہے۔ جس طرح پھول ہوا کی گود میں اور موج دریا کی آغوش میں بہار دیتی ہے۔ اسی طرح عروسِ انسانیت عہدِ خلافت میں رشکِ بہار معلوم ہوتی ہے۔

بنی نوع انسان نے باطل کے خلاف سب سے پہلا مورچہ علمِ خلافت کے ماتحت ہی قائم کیا۔ اہلِ باطن اسے نورِ الٰہی اور پاسبان شریعت کہتے ہیں۔ اور حرکت زمانہ کی طرح ہمیشہ اس کو بھی موجود و برقرار مانتے ہیں۔ قرآن پاک عہدِ آدم سے اس قصہ کا آغاز کرتا ہے۔ اور ماہرین علم الاقوام انسان کی عائلی زندگی سے۔

تاسیس خلافت وہ مبارک دن جس دن سینۂ انسانیت نورِ معرفت سے روشن ہوا۔ مقصدِ تخلیق نے جنم لیا۔ اور انسان کو اسماء الٰہیہ ازبر کرائے گئے۔ وہ انسان کی اجتماعی و تمدنی زندگی کا پہلا دن تھا۔ اس زندگی کو نظامِ خلافت کے فیض سے برکت بخشی گئی۔ اس دن سے زندگی نے چشمۂ خلافت سے اس طرح متمتع ہونا شروع کیا۔ جس طرح بادل سے بیابان۔ بادِ بہاری سے چمن۔ اور بارش سے کھیتی قافلۂ زندگی جو ابھی دشت و بیاباں میں بھٹک رہا تھا۔ منزل کی طرف گامزن ہوا۔ انسانیت کا وہ موسے جو اپنی ماں کی چھاتی کی تلاش میں تھا اسے وہ چھاتی مل گئی۔ اور اب وہ پھلنے پھولنے لگا۔ وہ اب معرفت کا سنگِ میل۔ اسرار خداوندی کا رازداں اور امانتِ الٰہی کا پاسبان ثابت ہوا۔ یہ مسرت بخش تقریب جس سے روحِ کائنات وجد میں آگئی۔ کچھ لوگ اس خوشی سے افسردہ خاطر بھی ہوئے کہ آہ یہ کیا؟ پیکرِ خاکی مطلع انوار بن گیا؟

عروجِ آدمِ خاکی سے انجم سہمے جاتے ہیں
کہ یہ ٹوٹا ہوا تارا مہ کامل نہ بن جائے

اس گلزار میں کچھ خار بھی اُگ آئے شجرۂ طیبہ کے ساتھ شجرۂ خبیثہ بھی اُگ آیا۔ اور آدم کے ساتھ شیطان بھی پیدا ہوا تھا۔

سلسلۂ خلافت یہ دبستانِ خلافت کا پہلا سبق ہے۔ اس کی ابجد میں تمام زمانوں کی تاریخ ضبط کر دی گئی ہے۔ آدمؑ کے بعد ابراہیمؑ تو ابلیس کے بعد نمرود۔ موسٰیؑ کے بعد حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تو فرعون کے بعد ابوجہل۔ غرض زمانہ اسی طرح اپنی تاریخ دہراتا رہے گا۔ اب ہم زمانے کے قدم سے قدم ملا کے چلتے ہیں۔ اور احوالِ خلافت کا مطالعہ کرتے ہیں۔

خلافت اب ہم پر یہ راز منکشف ہوتا ہے کہ خلافت نبوت کی داعی بھی ہے اور اس کا تتمہ بھی۔ یہی کتاب نبوت کا دیباچہ بھی ہے اور اس کا ضمیمہ بھی۔ یہی اس نوع کا تتمہ بھی اور تبصرہ بھی نبوت سے پہلے بھی انسان اسی دریچہ سے خدا کا دیدار کرتا ہے۔ اور نبوت کے بعد بھی۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں کہ ظہور انبیاء میں تو وقفہ آسکتا ہے مگر سلسلہ خلافت میں وقفہ نہیں آنا چاہیئے۔ ہم کو تاریخ خلافت عہدِ آدم سے مربوط و مسلسل معلوم ہوتی ہے۔ جب ایک قوم اپنی کوتاہیوں کے باعث خلافت کی نااہل ثابت ہوتی ہے۔ تو خدا رب پاک اس کی جگہ لینے کے لئے فوراً دوسری قوم پیدا کر دیتا ہے۔ مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَا اَوْ مِثْلِهَا۔

اہمیت خلافت عہدِ نبوت تکمیل شریعت و ہدایت کا عہد ہوتا ہے۔ اور دورِ خلافت تکمیل نشر و اشاعت کا دور ہوتا ہے۔ عہدِ نبوت میں درخت معرفت کی تخم ریزی ہوتی ہے اور عہدِ خلافت میں وہ پیڑ بار آور ہوتا ہے۔

خاتم الخلفاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان الفاظ میں اس نکتہ کی طرف ہماری رہنمائی فرماتے ہیں:-

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں سو میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا۔ اور اب وہ بڑھے گا اور پھولے گا۔ اور کوئی نہیں جو اس کو روک سکے"۔
(تذکرۃ الشہادتین)

پھر آپ "الوصیت" میں فرماتے ہیں کہ

"میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے"۔

حضرت مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس قول پر سید الکونین حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت بھی شاہد ہے۔ آپ نے اپنی زندگی میں جو کشتِ اسلام کی تخم ریزی کی وہ کھیتی عہدِ خلافت راشدہ میں بار آور ہوئی۔ اسی عہد میں قرآن کریم و اقوال رسول کی اشاعت ہوئی۔ شہری و قومی قوانین اور حالت امن و جنگ کے احکام مرتب ہوئے۔ محکوم شہری۔ معذوروں کے لئے یومیہ اور فوجیوں کے لئے رخصت کے احکام عہدِ خلافت راشدہ میں ہی مرتب ہوئے۔ اسی عہد میں اسلام جزائر نمائی حدود سے نکل گیا۔ اور روم و ایران کی حدود سے نکل کر مصر میں بھی داخل ہو گیا۔ اور پھر افریقہ۔ اسپین اور ہندوستان کی طرف پھیل گیا۔ احادیث کی ترتیب اور فقہ کی تدوین شروع ہوئی۔ فن اسماء الرجال اور علم کلام وجود میں آیا۔ ہئیت و نجوم۔ طب و حکمت حساب و صنعت ریاضی و سائنس۔ غرض ان تمام علوم و فنون میں مسلمانوں نے بے مثل جولانی دکھائی یہ وہ وقت تھا جب مسلمانوں پر "ہمائے خلافت" سایہ افگن تھا۔

مسلم حکمران اگر یہ بات کسی کی سمجھ میں نہ آئے تو ان کو شمالی و جنوبی ہندوستان کی اسلامی سلطنتوں پر غور کرنا چاہیئے۔ کیا وجہ ہے کہ یہاں کے حکمران بھی مسلمان تھے۔ اور حکومت بھی ایسی کہ جس طرف رخ کرتے زمین ہلتی۔ دبدبۂ شاہی سے کانپ اُٹھتی۔ مگر انہوں نے دینیات اور علوم و فنون کے میدان میں کوئی نمایاں خدمات انجام نہیں دیں حد تو یہ ہے کہ چند کتب قصص و حکایات کے علاوہ نہ سنسکرت کی کتابوں کا عربی و فارسی میں ترجمہ ہوا نہ اسلامی علوم و فنون کا سنسکرت و برج بھاشا میں۔ اگر وہ اس طرف توجہ کرتے اور روح و مادہ۔ تناسخ اور نظریۂ حلول و اوتار کے متعلق اسلامی نظریئے سنسکرت یا برج بھاشا میں منتقل کرتے تو ہندوؤں کی مذہبی دنیا میں انقلاب آجاتا وہ اسی وقت ساغرِ اسلام کو منہ لگا لیتے۔ اور آج ہندوستان بھی مصر و ایران کی طرح اسلامی ملک کہلاتا "تاریخ تمدن اسلام" میں علامہ جرجی زیدان نے اور بعض دوسرے یورپین مستشرقوں نے بھی اس امر پر اظہار حیرت کیا ہے کہ آخر اسلامی تہذیب و تمدن کا ارتقاء عربوں ہی کے عہد تک کیوں رہا؟ حتیٰ کہ خلافت راشدہ کے بعد بنو امیہ اور بنو عباس کے عہد میں جو نظام خلافت جاری کیا گیا وہ اگرچہ ناقص تھا۔ مگر پھر بھی مسلمانوں کا یہی دور "علمی و ثقافتی" دولت سے مالا مال تھا۔

عربوں کے بعد مسلمانوں میں بڑے بڑے سلاطین و فاتح ہوئے مگر وہ کسی تہذیب و تمدن کے معمار نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عربوں کا "دورِ حکومت" دورِ خلافت کہلاتا تھا۔ خدا نے اس نام کی آبرو رکھی۔ اور بعض خلفاء اور عمال سلطنت کی بداعمالیوں کے باوجود خدا اس امت کا نگہبان رہا۔ اور انہوں نے اپنے عہدِ خلافت میں علوم و فنون کا اتنا بڑا ذخیرہ جمع کر لیا جس سے آج تک دنیا بہرہ اندوز ہو رہی ہے۔

خلافت علیٰ منہاج النبوت مگر وہ خلافت جو خاص منشاء الٰہی کے ماتحت ظہور میں آتی ہے۔ اس کو "خلافت علیٰ منہاج النبوت" کہتے ہیں۔ یہ خلیفہ کبھی ایک ردائے خلافت میں نمودار ہوتا ہے۔ اور کبھی خلافت و نبوت کی دہری چادروں میں مبعوث ہوتا ہے۔ جیسے "خاتم الخلفاء" حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ اس وقت وہ مجمع البحرین ہوتا ہے۔ وہ ایک امت کا مرکزی ایک ملت کا تاجدار اور ایک قوم کا مجدد و مصلح ہوتا ہے۔ اور جب ان سے "سلطنت پادشاہی" ہمکنار ہوتی ہے تو پھر وہ "مشکوٰۃ مصابیح" اور نورٌ علیٰ نور ہوتا ہے۔

خلافت راشدہ اس خلافت کا ایک نظارہ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "خلافت راشدہ" کی شکل میں نظر آیا۔ آپ کی وفات کے بعد انصار و مہاجرین کے درمیان "انتخاب خلافت" میں اختلاف واقع ہوا۔ مگر اس وقت خدا نے دلوں پر تصرف کیا اور سبھوں کو حضرت ابوبکر رضی اللہ کے ہاتھ پر جمع کر دیا۔

اس خلافت کی پہلی برکت جو مسلمانوں نے دیکھی وہ یہ تھی کہ وہ "فتنۂ ارتداد" جو آپ کے وصال کے بعد سمندر کی تند و تیز لہروں کی طرح سر اٹھا رہا تھا ختم ہو گیا۔ علامہ نووی رح نے شرح مسلم میں ایک صحابی کا یہ شعر نقل کیا ہے جس میں انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ہے:-

"مسلمانوں پر ایسا مشکل وقت آن پڑا ہے کہ ان کے خون اس طرح نالوں میں بہہ رہے ہیں جیسے قربانی کے اونٹ ہوں"

وہ فتنہ اتنا سخت تھا کہ اس وقت خانہ کعبہ مسجد نبوی اور مسجد بحرین کے سوا کہیں نماز جمعہ بھی نہیں ہوتی تھی۔ مگر چند ہی دنوں میں مصائب و آفات کے یہ بادل چھٹ گئے۔ اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رہبری میں اس فتنہ پر قابو پا لیا گیا۔ پھر حضرت عمر و عثمان بعلی رضی اللہ عنہم کا زمانہ آیا اور انہوں نے بھی انتہائی نامساعد حالات میں لشکر اسلام کو آگے بڑھایا۔ یہ کیا تھا؟ یہ خلافت ہی کی برکت تھی اس واقعہ کو تیرہ سو برس کا عرصہ گذر چکا ہے۔

بعثت خاتم الخلفاء اس کے بعد پھر زمانے نے اپنی تاریخ دہرائی اور امت محمدیہ کا ایک فرد خلافت و نبوت کی "دوہری" "چادروں" میں مبعوث ہوا۔ اور ربع

صدی سے زائد خلافت و نبوت کے منصب رفیعہ پر حکم و عدل کے فرائض سرانجام دیتا رہا۔ تب اسے "رفیق اعلیٰ" کی طرف سے پیغام وصال آیا۔ اور وہ "آب و گل" کے "ظلمت خانہ" سے نکل کر عرش الٰہی کی طرف صعود کر گیا۔ روح کائنات نے حسرت بھرے انداز میں انہیں الوداع کہا۔ انہی حالات میں ان کا جسد اطہر لاہور سے قادیان لایا گیا۔ ارادت مند کشاں کشاں دور دور سے اپنے آقا کا آخری دیدار کرنے آئے۔ سبھوں کی آنکھیں نمناک۔ دل غمگین اور طبیعت فکر مند تھی۔ مستقبل کا ایک مبہم سا خطرہ سامنے تھا۔ اغیار کی کثرت اور زور مخالفت کا خیال تھا۔

انکار خلافت

ٹھیک اسی وقت وہ بد ارواح جو ہمیشہ ناپاک جسموں میں حلول کیا کرتی ہیں۔ یہاں بھی اپنے محل نزول کی تلاش کرنے لگیں۔ کبھی اس دل کو تاکا اور کبھی اُس دل کو جھانکا۔ مگر ابھی ان کو آشیانہ بندی کے لئے تنکے نہیں ملے تھے۔

اسی انتشار میں خدا نے لوگوں کے دلوں پر تصرف کیا اور تحریک کی کہ حضرت مسیح پاک کو سپرد خاک کرنے سے پہلے ان کے ایک جانشین کا انتخاب ہونا چاہئیے۔ چنانچہ وہ انتخاب ہوا۔ اور ساری جماعت نے حضرت مولانا مولوی نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کر لی۔ یہی تھا "قدرت ثانیہ" کا پہلا ظہور۔ انتشار۔ پراگندگی اور ناکامی کا وہ خطرہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات سے پیدا ہوا تھا۔ دور ہو گیا۔ اور جماعت احمدیہ کی از سر نو شیرازہ بندی ہو گئی اس قدرت ثانیہ مظہر اول کو جب چند سال گذر گئے۔ تو وہ بد ارواح جو اس وقت بہت سے دلوں کو تاک گئی تھیں۔ پھر واپس آگئیں۔ اور اب انہیں نشیمن سازی کا سامان میسر آگیا۔ انہوں نے اپنا سب سے بڑا آشیانہ مولوی محمد علی صاحب کے دل میں لگایا۔ اور وہ جماعت جو احیاء خلافت کے لئے پیدا ہوئی تھی۔ اب اسی کے کچھ افراد استیصال خلافت کی کوشش کرنے لگے۔ اور پھر انہوں نے اپنے اس تخریبی ارادے میں اتنا غلو کیا کہ تائی کاروان کے حالی زار پر ان الفاظ میں توجہ کرنا جائز ہو گیا ہے۔

فلم تزل الایام حتی تسترت
مبادیہ الاسا دنی العواقب
ولا قلت ارجوہ لدفع ملمۃ
من الدھر الاکان احد المصائب

ترجمہ:۔ مجھے زمانے نے کوئی ایسا دوست نہیں دکھایا کہ اس کی دوستی کا آغاز تو اچھا ہو اور انجام برا نہ ہو۔ اور میں نے کسی سے دفع بلا کی امید نہ کی مگر یہ کہ وہ خود میرے لئے ایک مصیبت بن گیا

حضرت مولانا نور الدین صاحب رضی اللہ عنہ کی زندگی کے آخری دن ان عدوان خلافت کے زمین دوز تحریک کے شباب کے دن تھے۔

خلافت ثانیہ

آخر پہلا ستارہ خلافت غروب ہو گیا۔ اور "قدرت ثانیہ" کے دوسرے ظہور کا وقت آیا تو "ارواح بد" نے اپنا مورچہ الگ قائم کر لیا۔ اور خلیفہ و خلافت کے منصب پر "مجلس تالون ساز" "مجلس منتظمہ" کو بٹھانا چاہا۔ مگر اُس وقت بھی خدا کی خاص مشیت کا ظہور ہوا۔ اور جب پُر خلوص مناجاتوں اور پُرسوز دعاؤں کے بعد انتخاب خلیفہ کی تحریک ہوئی تو چند گنے چنے افراد کے علاوہ سبھوں نے متفقہ طور پر سیدنا و مولانا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ تعالیٰ کو اپنا خلیفہ منتخب کر لیا۔ ایک ضعف و پریشانی کے عالم میں "قدرت ثانیہ" کا دوسرا ظہور ہوا۔ اور افق کے تاریک کنارے سے آفتاب ہدایت کی کرن پھوٹی۔

برکات خلافت

اس انتخاب کے بعد آسمان نے اپنی برکات اور زمین نے اپنے خزانوں کے دروازے کھول دیئے۔ اور یہ جماعت اس آیت قرآنی کا منشاء پورا کرنے والی ہو گئی۔ ولو انھم اقاموا التورٰۃ ... لاکلوا من فوقھم و من تحت ارجلھم۔

وہ صدر انجمن احمدیہ جس کے خزانہ میں اس وقت محض چند آنے کے پیسے تھے۔ اس جلیل القدر خلیفہ کی قوت قدسیہ اور حسن انتظام کے باعث صحیح معنوں میں دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرنے لگی اور آج تو یہ حال ہے کہ اسی امام ہمام کے زیر سایہ جماعت احمدیہ نے ۲۷ لاکھ روپے کا بجٹ بنایا ہے۔

پھر تبلیغ کے مراکز دنیا کے کونے کونے میں کھل گئے۔ اور جا بجا "بلاد کفر و تثلیث" میں خانہ خدا کی تعمیر ہونے لگی غرض وہ طفل ناز پروردہ کا رجب میدان عمل میں آیا۔ تو بڑے بڑے شہسواروں کی رکابیں چھوٹ گئیں۔ اس نے جس طرف اپنے گھوڑے کو مہمیز لگائی۔ اسے ہی سر کر لیا۔ علم دین ہو یا علم دنیا کوئی بھی مقام اس کے دسترس سے باہر نہیں رہا۔

یہ کیا ہے؟ یہ محض خلافت اور قدرت ثانیہ کے ظہور کی برکت ہے۔ ورنہ وہ غیر مبائعین جنہیں اپنے علم و فلسفہ پر بڑا ناز تھا۔ اور جو اسے کہ اس جماعت کی "رگ جاں" کہتے تھے۔ کہاں گئے؟

خلافت و حکومت

یہ دور حاضر کی "خلافت علی منہاج النبوت" کی طرف ایک مختصر سا اشارہ ہے۔ اس وقت جماعت احمدیہ کے علاوہ اور جو لوگ اس مسئلہ پر غور و فکر کرتے ہیں۔ وہ مختلف زاویوں میں بھٹکتے جاتے ہیں۔

اقبال۔ شبلی و مودودی

ہیں نے ابھی کہا کہ ایک جماعت تو خلافت کا مفہوم ایک "مجلس منتظمہ" قرار دیتی ہے۔ دوسرے لوگ وہ ہیں جو خلافت و حکومت کو مترادف مانتے ہیں۔ وہ جب خلافت کا نام لیتے ہیں۔ تو ان کے سامنے اقتدار حکومت کا تصور ہوتا ہے۔ اور سچ پوچھئے تو اس وقت مسلمانانِ دنیا کا "سواد اعظم" خواص ہوں یا عوام سبھی خلافت کا لفظ اسی معنے میں استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر اقبال نے اسی نظریئے کے ماتحت کہا کہ

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی
خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ بادشاہی

ڈاکٹر اقبال کے پیر و مرشد جمال الدین افغانی کا خیال بھی یہی تھا۔ "اسلامیات" کے ایک جند پایہ محقق شمس العلماء مولینا شبلی بھی ترکوں کے زوال پر ماتم کرتے ہوئے یہی کہتے ہیں۔

زوالِ دولت عثماں زوالِ شرع و ملت ہے

مولینا مودودی صاحب جو اس وقت ایک اسلامی سٹیٹ کے لئے کوشاں ہیں ان کا مزاج تو "دو آتشہ" نہیں بلکہ "سہ آتشہ" ہے۔ ان کا اسلامی تخیل خلافت کے روحانی تصور سے بالکل عاری ہے ان کا مقصد اولیں "اقتدار حکومت" پر قبضہ کرنا ہے۔ وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی تلوار ہی کے بل بوتے پر کرنا چاہتے ہیں جیسا انہوں نے کنتم خیر امۃ ... الآیہ کی تفسیر میں کیا ہے کہ یہ داعظوں اور مبشروں کی نہیں بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے۔ اور اپنی تصانیف "حقیقت جہاد" وغیرہ میں جا بجا نہایت تحقیر سے مسلمان واعظوں کو گوتم بودھ کا بھکشو قرار دیا ہے

غرض ان مسلم زعماء کے نزدیک خلافت حکومت ہی کا دوسرا نام ہے۔ یہیں سے ہم "مہدی خونین" کی حقیقت بھی سمجھ سکتے ہیں

جماعت احمدیہ اور خلافت

لیکن جماعت احمدیہ نہ تو خلافت کا مفہوم "مجلس منتظمہ" لیتی ہے نہ اس کو حکومت کا ہم معنی سمجھتی ہے۔ بلکہ جماعت احمدیہ کے نزدیک "خلافت علی منہاج النبوت" کا مطلب یہ ہے کہ وہ "صحیفہ شریعت" جو انبیاء کے ذریعہ ملتا ہے۔ اس کی حفاظت و اشاعت کے لئے جو مامور ہوتا ہے۔ ہم اسی کو "خلیفہ" اور اس سلسلہ کو "سلسلہ خلافت" کہتے ہیں یعنی وہ گلشن دین کا مالی بلکہ ملت کا محافظ اور حصار امت کا نگہبان ہوتا ہے۔

پھر جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے۔ کہ اس وراثت انبیاء کا مستحق اس کو خدا ہی بناتا ہے۔ اور اس کے انتخاب خلافت میں بھی خدا ہی کا ہاتھ ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت مولانا نور الدین رضی اللہ عنہ کے عہد میں جب منکرین خلافت نے منافقانہ روش اختیار کی۔ تو اس وقت آپ نے نہایت واضح الفاظ میں اپنا مقام و منصب بیان فرمایا کہ

خلیفہ خود خدا بناتا ہے اور مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ یہ قمیص مجھے خدا نے پہنائی ہے اور اب کوئی نہیں جو مجھ سے یہ قمیص چھین سکے"۔ (او کما قال)

دوسرا نظریہ کہ خلافت حکومت کی ہمرکاب آتی ہے۔ جماعت احمدیہ اسے باطل قرار دیتی ہے بلکہ ہمارے امام عالی مقام ایدہ اللہ تعالیٰ نے تو اپنی اس رائے کا اظہار کیا ہے۔ کہ جماعت احمدیہ میں خلافت ہمیشہ سیاست سے الگ رہنی چاہئیے۔ ہم خلافت کو مقصود اور حکومت کو انعام سمجھتے ہیں۔ لیکن مسلمانوں کا "سواد اعظم" اسکے برعکس مانتا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو جو یہ مشورہ دیا ہے کہ خلافت اور سیاست کا دائرہ الگ الگ رکھنا چاہئیے۔ "تاریخ خلافت" بھی اس کی تصدیق کرتی ہے آج تک دنیائے اسلام میں بہت قسموں کی خلافتیں قائم ہو چکی ہیں۔ جیسے خلافت راشدہ۔ خلافت بنو امیہ۔ خلافت بنو عباس۔ خلافت فاطمیین خلافت آل عثمان۔ مگر ان میں سے کوئی خلافت ثابت و برقرار نہیں رہی۔

خلافت روحانی

البتہ اس کے ساتھ تاریخ اسلام میں ایک اور خلافت کا پتہ ملتا ہے۔ یعنی خلافت روحانی یہ سلسلہ خلافت ایک لمحہ کے لئے منقطع نہیں ہوا۔

اس خلافت کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صفات کے دو پہلو ہیں۔ ایک قدوسیت اور دوسری حکومت۔ حکومت تو ایک فانی سلسلہ ہے۔ مگر آپ کی قدوسیت ہمیشہ باقی رہنے والی ہے اس لئے وہ خلافت جو آپ کی قدوسیت کے صدقے میں قائم ہوئی۔ وہ قانونِ قدرت و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض کے ماتحت جاری و ساری رہی۔

صوفیوں کے سلسلے

صوفیوں کے چاروں مشہور سلسلے یعنی قادری۔ چشتی۔ نقشبندی اور سہروردی، یہ سب روحانی خلافتیں ہیں۔ جو حضرت علی اور اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہما کے واسطے سے اولیاء امت کو ملیں۔ اور کوئی زمانہ ایسا نظر نہیں آتا۔ جب دنیا میں روحانی خلافت قائم نہ ہو۔ ان اولیاء امت کی روحانی خلافت کا ثبوت یہ ہے کہ یہ سب حضرت علی و اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہم سے "خرقہ خلافت" پاتے ہیں۔ اور یہ وہ مقدس ہستیاں ہیں جنہوں نے حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی "صفت قدوسیت" سے حصہ وافر پایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اپنی تصنیف (باقی صفحہ پر)

منصور موعود ۔ مصلح موعود

(۱)

از جناب ملک صلاح الدین صاحب ایم۔ اے قادیان

ابو داؤد کی حدیث اور ایک پیشگوئی

ہم ذیل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قلم سے پیش کرتے ہیں۔

"عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج رجل من وراء النھر یقال لہ الحارث حراث علی مقدمتہ رجل یقال لہ منصور یوطن او یمکن لآل محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ صلعم وجب علی کل مؤمن نصرہ او قال اجابتہ"

یعنی روایت ہے علی کرم اللہ وجہہ سے کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک شخص پیچھے نہر کے سے نکلے گا یعنی بخارا یا سمرقند اس کا اصل وطن ہوگا۔ اور وہ حارث کے نام سے پکارا جاویگا یعنی ایک زمیندار کہلائے گا۔ پھر آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیوں حارث کہلائے گا۔ اس وجہ سے کہ وہ حراث ہوگا یعنی ممیز زمینداروں میں سے ہوگا اور کھیتی کرنے والوں میں سے ایک معزز خاندان کا آدمی شمار کیا جاوے گا پھر اس کے بعد فرمایا کہ اسکے لشکر یعنی اس کی جماعت کا سردار و سرکردہ ایک توفیق یافتہ شخص ہوگا جس کو آسمان پر منصور کے نام سے پکارا جاوے گا۔ کیونکہ خدا تعالیٰ اس کے خادمانہ ارادوں کا جو اسکے دل میں ہونگے آپ ناصر ہوگا اس جگہ اگرچہ اس منصور کو سپہ سالار کے طور پر بیان کیا ہے۔ مگر اس مقام میں درحقیقت کوئی ظاہری جنگ وجدل مراد نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک روحانی فوج ہوگی۔ کہ اس حارث کو دی جائے گی۔ جیسا کہ کشفی حالت میں اس عاجز نے دیکھا کہ انسان کی صورت پر دو شخص ایک مکان میں بیٹھے ہیں۔ ایک زمین پر ایک چھت کے قریب بیٹھا ہے تب میں نے اس شخص کو جو زمین پر تھا مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ مگر وہ چپ رہا اور اس نے کچھ بھی جواب نہ دیا۔ تب میں نے اس دوسرے کی طرف رخ کیا جو چھت کے قریب اور آسمان کی طرف تھا۔ اور اسے میں نے مخاطب کر کے کہا کہ مجھے ایک لاکھ فوج کی ضرورت ہے۔ وہ میری اس بات کو سنکر بولا کہ ایک لاکھ نہیں ملے گی مگر پانچ ہزار سپاہی دیا جاوے گا۔ تب میں نے اپنے دل میں کہا کہ اگرچہ پانچ ہزار تھوڑے آدمی ہیں پر اگر خدا تعالیٰ چاہے تو تھوڑے بہتوں پر فتح پا سکتے ہیں۔ اس وقت میں نے یہ آیت پڑھی کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ۔ پھر وہ منصور مجھے کشف کی حالت میں دکھایا گیا اور کہا گیا کہ خوشحال ہے خوشحال ہے۔ مگر خدا تعالیٰ کی کسی حکمت خفیہ نے میری نظر کو اس کے پہچاننے سے قاصر رکھا۔ لیکن امید رکھتا ہوں کہ کسی دوسرے وقت دکھایا جائے۔"

اب بقیہ ترجمہ حدیث کا یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ حارث جب ظاہر ہوگا تو وہ آل محمد کو ... قوت اور استواری بخشے گا۔ اور انکی پناہ ہو جائے گا (ازالہ اوہام حصہ اول حاشیہ ص ۹۶ تا ۹۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے تئیں حارث حراث قرار دیا ہے۔ خلافت ثانیہ کے وابستگان اور غیر مبائعین میں اس بارہ میں اختلاف نہیں البتہ حارث حراث کی روحانی فوج کے سردار کے بارہ میں جو کہ توفیق یافتہ ہوگا اختلاف ہے۔ ہم حدیث شریف اور حضورؑ کے کشف سے منصور کی شناخت کے قرائن درج کرتے ہیں تاکہ تعیین میں سہولت رہے۔

(۱) منصور ذاتی نام نہیں گویا اسے اللہ تعالیٰ اور اپنی جماعت کی تائید و نصرت حاصل ہوگی۔

(استنباط از حدیث و کشف)

(۲) حارث حراث (یعنی مسیح موعود) چونکہ آل محمد کو قوت و استواری بخشے گا۔ یہی کام آپ کی فوج کے سردار نے گویا سرانجام دینا ہے۔ تبھی وہ منصور کہلائے گا۔

(استنباط از حدیث و کشف)

(۳) گویا ایک وقت دو اشخاص سے نصرت دین کی توقع ہوگی۔ ایک منصور جس سے اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے روحانی فوج حاصل ہو جائے گی۔ دوسرا جس سے فوج حاصل نہ ہوگی (مفہوم از کشف)

(۴) منصور آسمانی۔ آسمانی اسباب اور مالک السموٰت کی طرف متوجہ ہوگا۔ اور غیر منصور اخلد الی الارض کا مصداق ہوگا اس میں نخوت و غرور ہوگا کہ حضرت مسیح موعودؑ کے تخاطب پر اس نے پرواہ نہ کی اور جواب تک نہ دیا۔ (مفہوم از کشف)

(۵) گویا اعداء اللہ کے مقابل ایک لاکھ کی فوج درکار ہوگی۔ لیکن منصور سردست پانچ ہزار سپاہی مہیا کر سکے گا۔ اور باوجود قلت تعداد کے یہ روحانی سپاہی دشمن پر غالب آجائیں گے۔ اور خوب میں زیادتی ہوتی جائے گی۔ کیونکہ روحانی غلبہ کے یہی معنی ہیں (مفہوم کشف)

(۶) منصور کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ خوشحال ہے۔ (کشف)

(۷) منصور حضورؑ کو دکھایا گیا جسے حضورؑ پہچان نہیں سکے۔ لیکن کسی دوسرے وقت دکھائے جانے کی حضورؑ امید رکھتے تھے (کشف)

مذکورہ بالا سات نشانیوں کو مستحضر رکھنے سے ہم منصور کی شناخت کر سکتے ہیں غیر مبائعین مولوی محمد علی صاحب کو منصور ثابت کرنے پر زور قلم صرف کرتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ

(۱) مولوی محمد علی صاحب کو الٰہی تائید حاصل نہ ہوئی۔ انہوں نے پہلے خلافت اولیٰ کو تسلیم کیا جس کے آخر پر خلافت ثانیہ کے قیام کو روکنے کی انتہائی کوشش کی وہ سلسلہ خلافت کو مٹانے میں بالکل ناکام رہے۔ اپنے ساتھیوں کی تائید کا یہ حال ہے کہ اول ان کی بیگم صاحبہ نے غیر مبائعین کے موجودہ امیر مولوی صدر دین صاحب نے مولوی محمد علی صاحب پر ایسے الزامات لگائے جو گویا ڈاکٹروں کی رائے میں ان کی موت کا موجب ہوئے۔ مولوی صاحب نے وصیت کی کہ مولوی صدر دین صاحب وغیرہ ان کے جنازہ تک کو ہاتھ تک نہ لگائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے چاہا تھا کہ مولوی محمد علی صاحب کی منصوریت کے ادعا کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیر دے اور ایسی ناکامی کی سیاہی ادعائے منصوریت کے منہ پر بکھیر دے کہ جو زمانہ کی ہزار گردشوں کے باوجود دھل نہ سکے۔ چنانچہ ان کی وفات کے بعد ان کے جانشین وہی مولوی صدر دین صاحب منتخب ہوئے۔

(۲ تا ۴) حضرت مسیح موعودؑ اپنے تئیں نبی کہتے رہے۔ آپ کے الہامات میں اس کا ذکر ہے۔ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور وآخرین منھم اور اسمہ احمد سے اپنے متعلق استدلال فرمائے۔ اپنے فرزند (حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب) کو پسر موعود قرار دیا۔ اور حدیث یتزوج ویولد لہ کا مصداق بتایا۔ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت بن باپ کو اپنے عقائد میں سے شمار کیا۔ قادیان کو ہمیشہ کے لئے احمدیت کا مرکز قرار دیا۔

مولوی محمد علی صاحب ساری عمر مذکورہ بالا کے خلاف زور صرف کرتے رہے۔ حضرت پسر موعود کو معاذ اللہ یزید سے تشبیہ دی قادیان کو بغیر مجبوری کے ترک کر کے لاہور کو مرکز بنا لیا۔ بہشتی مقبرہ کا مضحکہ اڑاتے رہے۔ کبھی اس بارہ میں کوتاہی کا اپنے تئیں سب سے بڑا مجرم قرار دیا۔ حضورؑ کی مبشرہ اہل بیت جن کے متعلق معیت الٰہی کا متعدد بار وعدہ مل چکا تھا۔ اور آپ کی مبشرہ اولاد سب کو گویا ضلالت پر متحد ٹھہرایا۔

مولوی صاحب کی روحانی فوج کا نمونہ ابھی ابھی پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا ہے۔ کہ غیر مبائعین جس مسجد ووکنگ (متعلقات لنڈن) پر بڑا ناز کرتے ہیں۔ وہاں کی عید لہو و لعب۔ سرتال اور تالیاں بجانے، رقص کرنے اور فلمی گانا گانے کا ایک دلکش نظارہ پیش کر رہی تھی۔

مولوی محمد علی صاحب نے غیر مسلموں میں سستی شہرت حاصل کرنے کے لئے حضورؑ کی نبوت وغیرہ کئی مسائل میں حضورؑ کی واضح ہدایات و ارشادات کی خلاف ورزی کی۔ لیکن اس اخلاد الی الارض کا نتیجہ یہی نکلا کہ آپ کو نصرت الٰہی سے محرومی ہوئی اور ہمیشہ ہی تنگ مایہ سمجھتے رہے۔ کہ ان کا یہ دام ہمرنگ زمین ہے۔ گویا مولوی محمد علی صاحب حضورؑ کے مطالب کے اور عقائد و ارشادات کے رنگ میں رنگین ہونے پانے سے یکسر خائف رہے۔ اور اپنے تئیں اللہ تعالیٰ کے مبعوث کے ہوتے حکم یہ حکم سمجھتے رہے۔ اس سے بڑھ کر نخوت و غرور کیا ہوگا۔

(۵) مولوی محمد علی صاحب کے گروہ نے ترقی نہیں کی بلکہ تشتت و افتراق کا بدترین نمونہ پیش کرتا رہا ہے جن کا کچھ ذکر اوپر مولوی صاحب کی وفات کے ضمن میں آچکا ہے کسی مقام پر کسی معرکے میں ان کو غلبہ حاصل کرنے کی ہمیشہ حسرت ہی رہی۔

(۶) خوشحالی تو کجا مولوی صاحب کی موت بدحالی میں ہوئی۔ ان کی بدحالی پر ان کی رفیقہ حیات نے مہر لگا دی۔ اور اسے تاریخی حیثیت دے دی۔ اب یہ داغ دھلے نہیں دھل سکتا۔

چونکہ رؤیا میں ایک منصور اور ایک غیر منصور دکھائے گئے تھے۔ جو کہ ۱۸۹۱ء کا واقعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے جماعت کو چاہِ ضلالت سے بچانے کے لئے مولوی محمد علی صاحب کا انجام بھی ۱۹۰۶ء میں منکشف کر دیا۔ تاکہ کوئی بھی ان کے ادعائے منصوریت کے دام تزویر میں پھنسنے نہ پائے۔ اور بتایا کہ وہ وقت آیا جاتا ہے۔ جب مولوی صاحب کی صالحیت اور نیک ارادہ قصہ پارینہ بن کے رہ جائیں گے۔ حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"مولوی محمد علی صاحب کو رؤیا میں کہا آپ بھی صالح تھے اور نیک ارادہ رکھتے تھے۔ آؤ ہمارے ساتھ بیٹھ جاؤ۔" (تذکرہ ص ۵۱۸)

اب آیئے سیدنا حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی ذات ستودہ صفات کو ان سات نشانیوں کے آئینہ میں دیکھتے ہیں۔

(۱ تا ۴) اس امر سے ہٹ دھرمی سے کوئی انکار کرے تو کرے درحقیقت یہی ہے۔ کہ عقائد حضرت مسیح موعودؑ سے غیر مبائعین نے گریز کیا ہے۔ اور سیدنا حضرت مصلح موعود اور آپ کی جماعت نے ان پر زور سے پہرا رکھا ہے

اور سرِ مُو انحراف نہیں کیا۔

پیشگوئی مصلح موعود سے انکار کرنا چاند پر تھوکنے کے مترادف ہے۔ حضورؑ نے اسکے پورا ہونے کی میعاد قطعی طور پر نو سال بیان کی تھی۔ اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ولادت پر اور بعد میں بھی آپ ہی کو پسر موعود اور اس پیشگوئی کا مصداق قرار دیا تھا۔ اس پیشگوئی کے سارے الفاظ منصوریت ہی کی تفصیل ہیں۔ مثلاً

(الف) وہ قدرت اور رحمت اور قربت اور فضل و احسان کا نشان ہوگا۔

(ب) فتح و ظفر کی کلید ہوگا اور اس کے باعث حضرت اقدس مظفر ہوں گے۔

(ج) زندگی کے خواہاں موت کے پنجہ سے پسر موعود کے ذریعہ نجات پا دیں گے اور جو (روحانی) قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں گے۔

(د) پسر موعود کے ذریعہ دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہوگا

(ہ) پسر موعود کے ذریعہ حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آئے گا اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے گا

(و) اسکی وجہ سے لوگ سمجھیں گے کہ خدا قادر ہے اور جو چاہتا ہے کرتا ہے (صفت یفعل اللہ مایشاء کا ظہور ہوگا)

(ز) اس کے واسطہ سے ان کو جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ صلعم کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے گی اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے گی۔

(ح) مصلح موعود اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔

(ط) وہ علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔

(ی) وہ گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء ہوگا (یعنی بزرگ اور اقبال مند۔ حق اور رفعت کا مظہر گویا خدا آسمان سے اُتر آیا ہے)

(ک) جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ وہ نور ہوگا۔

(ل) اللہ تعالیٰ اسے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کرے گا۔ اور اس میں اپنی روح ڈالے گا

(م) خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا (یعنی اس کے مقاصد میں دن دوگنی رات چوگنی کامیابی ہوگی)

(ن) وہ (روحانی) اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا۔ اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

یا ایھا الذین آمنوا ان تنصروا اللہ ینصرکم و یثبت اقدامکم (محمد)

اس کا نظارہ خلافتِ ثانیہ کے ہر لمحہ میں نظر آتا ہے۔ محیّر العقول حد تک اللہ تعالیٰ نے آپ کے متبعین کو ثبات و استقلال عطا کیا ہے۔ اور یہ احباب آپ کے ادنیٰ اشارہ پر اپنی جان و مال نچھاور کرنے میں دیوانہ وار مسابقت کرتے نظر آتے ہیں۔ آپ کی ہر آواز پر لبیک کہتے ہیں۔ اور آپ کی کوئی سکیم ایسی نہیں جسے تائیدِ الٰہی اور نصرتِ جماعت حاصل نہ ہوئی ہو۔

اذا جاء نصر اللہ والفتح کی رو سے دین کا استحکام اس رنگ میں ہو جاتا کہ اس کے استیصال کا خطرہ نہ رہے۔ نصرتِ الٰہی اور فتح کہلاتا ہے۔ یہ نصرت خلافتِ ثانیہ کی پابوس ہوئی ہے۔ کئی سال قبل یورپ کے اخبار نے مغربی افریقہ میں احمدیت کی ترقی کے باعث عیسائیت کے زوال کا اقرار کیا اور اب تو متعدد مغربی ممالک کے اخبارات احمدیت کی جارحیت کو محسوس کر کے عیسائیت کے مستقبل کے متعلق کانپنے لگے ہیں۔ اور حضورؑ کا یہ الہام اس عہد میں پورا ہونا شروع ہوا ہے کہ قد جاء الدین من النصرۃ ثم سیعود من النصرۃ (تذکرہ ص ۵۲۲) کہ دین پہلے بھی نصرت ہی سے غالب آیا تھا اور اب دوبارہ بھی وہ نصرت ہی کے ذریعہ سے غالب آئے گا۔

(۷) پہلے میں اس سوال کو لیتا ہوں۔ آیا حضرت مسیح موعودؑ پر بعد میں منصور کے تعیّن کے متعلق انکشاف ہوا۔ اور ہوا تو کیا ہوا۔ اس بارہ میں عرض ہے کہ کشف میں حضورؑ کو منصور منصوریت کی حالت میں دکھائے گئے ہوں گے۔ گویا کہ بڑی عمر کے جوان سپہ سالار کی شکل میں چونکہ ۱۸۹۱ء میں حضرت مصلح موعود کی عمر صرف اڑھائی تین سال کی تھی۔ اس لئے یہ امر لازمی تھا کہ موجود الوقت احباب میں سے حضور اس سپہ سالار کو شناخت نہ فرما سکتے۔ البتہ یوں سمجھئے کہ قلمی تصویر یا صفاتی تصویر بعد کے گذشتہ سالوں میں متعدد رنگوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی سے پیش کر دی ہے۔ اگر شیر کی شناخت کرانے کا وعدہ ہوا اور اس کی تصویر دکھا دی جائے تو موجودہ تصویر کو سمجھنے کے باوجود اصل شیر کے نظر آنے پر اسے شناخت نہ کر سکے تو اسے اپنی عقل کا ماتم کرنا چاہیئے۔

(باقی)

خلافت کی حقیقت

(از محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل ربوہ)

انسان کو اللہ تعالیٰ نے خاص امتیاز بخشا ہے اور اسے سب کائنات ارضی پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اسے آزادی اور اپنے ارادہ سے خیر و شر کے ارتکاب کا اختیار دیا گیا ہے اور نیکی و بدی کے کرنے کی طاقتیں دی گئی ہیں۔ اس میں یہ استعداد بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بن سکے اور اس کے لئے یہ بھی ممکن ہے کہ شیطان کا جانشین اور پیرو بن جائے۔ اسی امتیازی شان کے ساتھ انسان اس زمین پر نمودار ہوا ہے۔ اسے کائنات کی تسخیر کا اختیار دیا گیا ہے۔ اور زمین و آسمان کی سب مخلوقات کو اس کی خدمت میں لگا دیا گیا ہے۔

انسان کا یہ مقام اپنی حقیقت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی نیابت اور خلافت کا مقام ہے۔ بائیبل اور احادیث میں اسی حقیقت کو یوں بیان کیا گیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے منشاء کو پورا کرنے اور اس کی شریعت کو قائم کرنے سے حق نیابت و خلافت ادا ہو سکتا ہے۔ اس لئے کامل خلیفۃ اللہ تو انبیاء علیہم السلام ہوتے ہیں۔ جو بالکل بے سر و سامانی کی حالت میں توحید ربانی کے علمبردار ہوتے ہیں۔ اور آخر کار جانکاہ قربانیوں کے بعد ایک امت مسلمہ قائم کر دیتے ہیں۔

انبیاء بھی انسان ہوتے ہیں۔ اسلئے طبعی عمر پاکر آخر کار وہ جسمانی طور پر فوت ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس جدائی کے بعد ان کی جماعت یتیم کی طرح رہ جاتی ہے۔ وہ اس باغ کی طرح ہو جاتے ہیں جس کا باغبان موجود نہ ہو۔ تب اللہ تعالیٰ جو دراصل اس باغ کا مالک اور اسے لگانے والا ہوتا ہے اپنے فضل سے ایسے سامان پیدا کرتا ہے کہ نبی کے پیروؤں میں سے بہترین روحانی انسان قوت قدسیہ پاکر کھڑا ہوتا ہے اور جماعت کے دل اس کے لئے کھل جاتے ہیں۔ اور سب اسے اپنے بطور خلیفہ اور نگران منتخب کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بکھرا ہوا شیرازہ پھر استوار ہو جاتا ہے۔ اور نبی کا مرجھایا ہوا چمن پھر تر و تازہ اور سر سبز و شاداب ہو جاتا ہے۔ اور جماعت ربانی پہلے بھی زیادہ تیز رفتاری سے جادۂ ترقی پر گامزن ہو جاتی ہے۔

خلافتِ نبوت ایک روحانی رشتہ ہے جو دورِ نبوت کے افضال کے حصول کے لئے مومنین کے درمیان قائم کیا جاتا ہے۔ اس طرح سے روحانی برکتوں کا سلسلہ ممتد ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ خلافت کو نبوت کا تتمہ اور ضمیمہ قرار دیا جاتا ہے۔ ایک طرف خلافت روحانی رنگ سے رنگین ہوتی ہے اور دوسری طرف اپنے نظام اور قوت کی وجہ سے بادشاہت سے مشابہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اس تنظیم کے نتیجہ میں باہمی اتحاد و اتفاق کے علاوہ حقوق العباد کے قیام کی حقیقی صورت پیدا ہوتی ہے۔

یہ خلافت کا مختصر ترین خاکہ ہے اس سے ظاہر ہے کہ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی پوری قدر کرنا لازمی ہے۔ کیونکہ نعمتیں قدر دانی سے ہی دیرپا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق بخشے۔

اہمیّتِ خلافت

(بقیہ صفحہ نمبر ۸)

"ازالۂ اوہام" میں "آئمہ اثنا عشر" کے متعلق فرمایا ہے کہ وہ صاحب وحی و الہام تھے! اور غور کیجئے تو انہیں لوگوں نے صحیح طور پر حق خلافت ادا کیا اور اسلام کا سب سے بڑا اقتضاء یعنی تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا حتیٰ کہ زنادیوں اور سعلیوں یعنی خوجوں اور بوہریوں نے جس سرگرمی جوش اور تندہی سے تبلیغ اسلام میں حصہ لیا اسکی مثال دوسری جگہوں میں کم ہی ملتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ آجتک یہ دونوں جماعتیں "مطعون خلائق" ہونیکے باوجود موجود ہیں بلکہ دوسروں سے زیادہ منظم اور باثر ہیں

ڈاکٹر اقبال کا دوسرا نظریہ

خلافت کے متعلق ڈاکٹر اقبال کا ایک نظریہ تو سن چکے۔ اب دوسرا نظریہ بھی سُن لیجئے۔ انکے کلام میں جو اکثر تعنا د پایا جاتا ہے یہ اسکی ایک مثال ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو

یعنی اس شعر میں انہوں نے بھی ایک ایسی خلافت کی تلقین کی ہے جو سیاست سے الگ ہو۔

یوم موعود ۲۷ر فروری جماعت احمدیہ کے لئے مبارک دن ہے یہ "یوم فرقان" ہے۔ آج ہی اس مختصر سی جماعت نے حضرت مولنا مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر "بیعتِ خلافت" کر کے اس "یوم موعودؑ" کے ظہور کا اعلان کیا جس کی آیت استخلاف یعنی وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصلحٰت لیستخلفنھم فی الارض الآیہ میں بشارت دی گئی ہے۔ یہ اسی "یوم موعود" کی برکت ہے کہ آج جماعت احمدیہ کا "دینی سرمایہ" اشتراکیت اور دہریت کی "دست درازی" سے محفوظ ہے۔ ان کے عقائد و اعمال کی دیوار اتنی مستحکم مضبوط اور پائیدار ہے کہ "حوادث زمانہ" کا کوئی سیلاب اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

کاش منکرین خلافت اپنے تعصب سے باز آتے۔ اور مسلمانوں کا سواد اعظم "پنجۂ خوارج" سے نجات پاتا۔ تو "جادۂ حقیقت" کی دریافت سہل ہوتی۔ اور * وہ بھی "ید اللہ علی الجماعۃ" کے مظہر کامل ہوتے۔ اور دنیا انہیں دیکھ کر ایک پُر امن نظام زندگی کی تلاش میں کامیاب ہوتی ⁂

رانچی میں ایک مبارک تقریب نکاح کا انعقاد

اور

خوشیوں کے دو اور موقعے

الحمد للہ ثم الحمد للہ مورخہ ۱۰ رمئی ۱۹۵۸ء خدا کے فضل و رحم کے ساتھ بعد نماز عصر جماعت احمدیہ رانچی کے پُرجوش صدر اور صدر انجمن احمدیہ قادیان کے ایک مخلص ممبر محترم جناب سید محی الدین احمد صاحب جو علاقہ بہار کے مشہور و معروف ایڈووکیٹ اور ایک نامور انگریزی اخبار کے چیف ایڈیٹر اور مالک بھی ہیں کی صاحبزادی عزیزہ پروین بیگم کا نکاح مکرم محمد مسعود صاحب بی ایس سی اور سپرنٹنڈنٹ آف اکاؤنٹس ابن مکرم محمد محمود الحسن صاحب مرحوم آف مونگیری سے بعوض مہر مبلغ پانچہزار روپیہ خاکسار نے محترم ایڈووکیٹ صاحب کے بنگلہ پر پڑھا۔ احباب کرام و محترم درویشان قادیان دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ اس تعلق کو دینی اور دنیاوی لحاظ سے جانبین اور سلسلہ کے لئے برکات حسنات کا موجب کرے۔ آمین ثم آمین۔

اس موقعہ پر ایک عجیب خوشی کی بات یہ ہوئی کہ نکاح کی مقررہ تاریخ سے ایک روز قبل رانچی کے ایک مشہور کالج کے ایک ہونہار سائنس سٹوڈنٹس جو ایک لمبے عرصہ سے خاکسار کے زیر تبلیغ تھے بفضلہ تعالیٰ بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ احباب کرام کی خدمت میں ان کی استقامت کے لئے درخواست دعا ہے۔ ان کو محکمہ تعلیم کی طرف سے سکالرشپ بھی مل رہا ہے۔

اسی طرح مورخہ ۱۰ رمئی جس دن اور جس وقت محترم ایڈووکیٹ صاحب موصوف کی صاحبزادی کے نکاح کی تقریب منائی جا رہی تھی۔ آپ نے احمدیہ وفد کے ساتھ جناب پنڈت نہرو وزیر اعظم صاحب و دیگر مرکزی وزراء کے ساتھ اپنی قیادت میں جو ۳۰ راپریل اور یکم مئی کو دہلی میں ملاقات ہوئی تھی۔ اس کے نہایت دلچسپ کوائف اپنے انگریزی اخبار "The Sentinel" میں بھی نہایت ہی شاندار الفاظ میں شائع فرمائے۔ اللہ تعالےٰ اس کے نتائج بہتر پیدا کرے اور جناب ممدوح کو لمبی سلسلہ کی بیش از بیش خدمت کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

عاجز سید حسام الدین احمد عفا عنہ خادم سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم آشیانہ رانچی۔

نیا مالی سال اور احباب جماعت کا فرض

سنہ ۱۹۵۷-۵۸ء کا مالی سال ۳۰ راپریل کو ختم ہو چکا ہے اور یکم مئی ۱۹۵۸ء سے صدر انجمن احمدیہ قادیان کا نیا مالی سال شروع ہو گیا ہے۔ لیکن ہندوستان کی متعدد جماعتوں اور افراد کے ذمہ سالقہ بقایا کی کثیر رقم تا حال قابل ادا ہیں جن کے متعلق جماعتوں کے سیکرٹریان مال اور متعلقہ افراد کو مرکز کی طرف توجہ دلائی جا چکی ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لازمی چندہ جات کی باقاعدگی سے ادائیگی پر اس قدر زور دیا ہے کہ حضور چھ ماہ سے زائد عرصہ کے بقایا دار کو جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔

اگر جماعتوں کے عہدہ داران اور متعلقہ افراد اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح محسوس کریں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کے وعدہ بیعت کو مستحضر رکھیں تو سلسلہ کی طرف سے عائد کردہ لازمی چندہ جات کے بقایا کی موجودہ پوزیشن باقی نہیں رہ سکتی۔

پس دوستوں کو چاہیئے کہ نئے مالی سال کے ابتدا سے ہی اسباب کا عزم کریں کہ انہوں نے نہ صرف بقایا سالقہ کو جلد از جلد ادا کرنا ہے۔ بلکہ آئندہ کے لئے ادائیگی چندہ جات میں پوری باقاعدگی اختیار کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔ سیکرٹریان مال کو چاہیئے کہ وہ گذشتہ مالی سال کے آخر تک ہر بقایا دار کو اس کے بقایا کے حساب سے آگاہ کرتے ہوئے یہ کوشش کریں کہ سابقہ بقایا کی بالمقطعہ یا بڑی اقساط میں وصولی ہو سکے۔ اور وصول شدہ چندہ کو ہر ماہ کی ۲۰ تاریخ تک باقاعدگی کے ساتھ مرکز میں بھجوایا جاتا رہے۔

ناظر بیت المال قادیان

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشی کی تقاریب پر مثلاً نکاح پر۔ شادی پر، بچہ کی پیدائش پر، مکان کی تعمیر پر، امتحان میں کامیابی پر اور اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالےٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔

احباب کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

منسوخ شدہ وصایا کی بحالی کا طریق

وصیت کی منسوخی کے لئے علاوہ اور وجوہ کے ایک وجہ بقایا زائد از چھ ماہ بھی ہے۔ چنانچہ قاعدہ کے الفاظ یہ ہیں:۔

"جو موصی وصیت کا چندہ واجب ہونے کے چھ ماہ بعد تک ادا نہیں کرتا اس کی وصیت منسوخ کی جائے اور آئندہ اس سے جب تک توبہ نہ کرے کسی قسم کا چندہ وصول نہ کیا جائے اور نہ اسے کوئی عہدہ دیا جائے۔ سوائے اس کے کہ وہ اپنی معذوری ثابت کر کے اپنی وصیت کی ادائیگی کے لئے انجمن سے مہلت حاصل کر چکا ہو"

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بذریعہ ریزولیوشن نمبر ۳۹۵ ب مورخہ ۲۱-۳-۵۸ میں اس قاعدہ میں یہ ترمیم منظور فرمائی ہے کہ:۔

"اظہار ندامت پر چندہ عام لیا جا سکتا ہے"!

پس مندرجہ بالا قاعدہ اور حضور کی منظور فرمودہ ترمیم کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جن موصیوں کی وصایا بوجہ بقایا زائد از چھ ماہ منسوخ ہو چکی ہیں۔ وہ قاعدہ مذکورہ میں حضور کی منظور فرمودہ ترمیم سے فائدہ اٹھانے کے لئے نظارت بیت المال سے چندہ عام ادا کرنے کی اجازت حاصل کریں۔

چندہ عام ادا کرنے کی اجازت لے کر اس سے فائدہ اٹھانے سے ان کو یہ سہولت ہوگی کہ جب بھی اللہ تعالےٰ ان کو وصیت بحال کرانے کی توفیق دے گا۔ تو منسوخی وصیت کے وقت کا چندہ عام ان کی طرف سے ادا شدہ ہوگا۔ اور وصیت کی بحالی کے لئے انہیں صرف وہی بقایا ادا کرنا پڑے گا۔ جس کی وجہ سے ان کی وصیت منسوخ ہوئی تھی۔

جن احباب کی وصایا اس وجہ سے منسوخ ہیں اور وہ بحال کرانا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی آمد سے کچھ نہ کچھ پس انداز کرتے جائیں اور جب ان کے پاس بقایا کے برابر رقم جمع ہو جائے تو اسے ادا کر کے وصیت کی بحالی کے لئے درخواست کریں مگر پس انداز کردہ رقم بھی بعض اوقات دوسری ہنگامی ضروریات پر خرچ ہو جاتی ہے۔ اس لئے دوسری صورت یہ بھی ہو سکتی ہے کہ وہ بقایا کی ادائیگی کے لئے ایک معقول قسط مقرر کر کے مجلس کار پرداز سے اس کی ادائیگی کے لئے منظوری حاصل کریں اور منظوری حاصل ہونے پر رقوم بھجواتے رہیں ایسی رقوم ان کے کھاتوں میں درج ہوتی رہیں گی لیکن وہ موصی شمار نہیں ہوں گے بلکہ غیر موصی ہی سمجھے جائیں گے۔ جب تک ان سے بقایا کی ساری رقم وصول نہ ہو جائے جس کی وجہ سے وصیت منسوخ ہوئی تھی۔ اور جب تک ان کی درخواست آنے پر وصیت بحال نہ ہو جائے۔

اب مجوزہ تجاویز میں سے کسی ایک کو وہ اصحاب بھی اختیار کر سکتے ہیں جن کی وصایا بوجہ عدم تکمیل یا کسی دوسری وجہ سے داخل دفتر ہیں کیونکہ وہ بھی موصیوں میں شمار نہیں ہیں۔ جب تک کہ ان کی وصیت مکمل ہو کر منظور نہ ہو جائے۔

سیکرٹری مجلس کار پرداز قادیان

انتقال!

قادیان ۱۴ رمئی۔ رفیع محمد صاحب نائب ناظر لنگرخانہ درویش قادیان کی اہلیہ ہاجرہ بیگم صاحبہ عرصہ سات سال بیمار رہ کر آج صبح وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ موصیہ ہونے کی وجہ سے مرحومہ کو مقبرہ بہشتی میں دفن کیا گیا۔ مرحومہ نے تین بچے اپنی یادگار چھوڑے ہیں جن میں سے سب سے چھوٹا بچہ ڈیڑھ سال کی عمر کا ہے۔ اللہ تعالےٰ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ اور ان کا حامی و ناصر ہو۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے۔

دعائے نعم البدل:۔ قادیان ۱۰ رمئی۔ مکرم عبدالشافی صاحب مالاباری کی چھوٹی بچی بعمر چار ماہ وفات پا گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نعم البدل عطا کئے جانے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ عبدالشافی صاحب کے اہل و عیال گذشتہ ماہ اکتوبر سے قادیان پہنچ گئے ہیں۔

ادائیگی زکوٰۃ کی اہمیت

زکوٰۃ کی باقاعدہ ادائیگی بر صاحب نصاب کے لئے ضروری ہے۔ کوئی دوسرا چندہ زکوٰۃ کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ زکوٰۃ کی متوقع آمد کے مقابل پر متعدد امدادی وظائف اور دیگر مذہبی اخراجات کے لئے گنجائش رکھی گئی ہوتی ہے۔ لیکن اگر زکوٰۃ کی رقوم بروقت موصول نہ ہوں تو ایسے اخراجات کی ادائیگی میں مشکل پیش آنا یقینی ہے۔ لہذا صاحب نصاب احباب و خواتین اراکین مال اس فریضہ کی بروقت ادائیگی کا خاص اہتمام کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔

ناظر بیت المال قادیان

تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے بقیہ صلا

قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے جو

دائمی وعدہ کا دن ہے

وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے۔ وہ سب کچھ تمہیں دکھائیگا جس کا اُس نے وعدہ فرمایا۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہوجائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے۔ جو

دوسری قدرت کا مظہر

ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہوکر دعا کرتے رہو۔ اور چاہیئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہوکر دعا میں لگے رہیں۔ تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھادے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔ اپنی موت کو قریب سمجھو۔ تم نہیں جانتے کہ کس وقت وہ گھڑی آجائے گی۔

اور چاہیئے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ خدا تعالےٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو مگر نرمی اور اخلاق اور

دعاؤں پر زور

دینے سے۔ اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پاکر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔

اور چاہیئے کہ تم بھی ہمدردی اور اپنے نفسوں کے پاک کرنے سے روح القدس سے حصہ لو کہ بجز روح القدس کے حقیقی تقویٰ حاصل نہیں ہوسکتی۔ اور نفسانی جذبات کو بکلی چھوڑ کر خدا کی رضا کے لئے وہ راہ اختیار کرو جو اس سے زیادہ کوئی راہ تنگ نہ ہو۔ دنیا کی لذتوں پر فریفتہ مت ہو کہ وہ خدا سے جدا کرتی ہے۔ اور خدا کے لئے تلخی کی زندگی اختیار کرو۔ وہ درد جس سے خدا راضی ہو اُس لذت سے بہتر ہے جس سے خدا ناراض ہوجائے۔ اور وہ شکست جس سے خدا راضی ہو اُس فتح سے بہتر ہے جو موجب غضب الٰہی ہو۔ اس محبت کو چھوڑ دو جو خدا کے غضب کے قریب کرے۔ اگر تم صاف دل ہوکر اُس کی طرف آجاؤ تو ہر ایک راہ میں وہ تمہاری مدد کرے گا اور کوئی دشمن تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جب تک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر۔ اپنی لذات چھوڑ کر۔ اپنی عزت چھوڑ کر۔ اپنا مال چھوڑ کر۔ اپنی جان چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اُٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے۔ لیکن اگر تم تلخی اُٹھالو گے۔ تو ایک

۱؎ ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیئے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لئے نمونہ بنادے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کیلئے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کروں گا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کروں گا۔ اور اُس کے ذریعہ سے حق ترقی کریگا۔ اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کریں گے۔ سو ان دنوں کے [illegible] رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُس کے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے۔ یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل ۲؎

۲؎ اعتراض ٹھہرے جیسا کہ قبل از وقت ایک انسان بننے والا ماں کے پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔ منہ

بعض افسران کی قادیان میں آمد

مقدمہ کرایہ مکانات کے سلسلہ میں مرکزی وزارت کی ہدایت کے ماتحت مورخہ ۱۳ مئی ماہ حال کو مسٹر آئی۔ این چب صاحب آئی [illegible]۔ ایس۔ ڈپٹی چیف سیٹلمنٹ کمشنر وزارت بحالیات دہلی مع ریجنل سیٹلمنٹ کمشنر صاحب جالندھر پنجاب، مسٹر جین صاحب چیف انجینئر اور چوہدری بشن لال صاحب ڈسٹرکٹ رینٹ آفیسر گورداسپور اپنے عملہ کے ساتھ قادیان تشریف لائے۔ سرکاری ڈاک بنگلہ میں ان سے سلسلہ کے ذمہ دار افراد نے ملاقات کی۔ اور ضروری حالات بتائے۔ اس کے بعد انہوں نے مقدس مقامات اور صدر انجمن احمدیہ کی مملوکہ جائداد بیرون از حلقہ احمدیہ کو ملاحظہ کیا۔

جماعت کے مخالفین میں سے بعض نے بھی ان سے ڈاک بنگلہ میں ملاقات کی۔ اور سلسلہ کے خلاف اپنا کیس پیش کیا۔　　(نامہ نگار)

تبدیلی تاریخ امتحان رسائل "خلافت"

نظارت تعلیم و تربیت کی طرف سے رسائل خلافت "خلافت حقہ اسلامیہ و نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر" کے امتحان کی تاریخ ۲۵ مئی ۱۹۵۸ء مقرر کی گئی تھی اس میں شامل ہونے والے احباب کی جو فہرستیں اس وقت تک دفتر ہذا میں موصول ہوئی ہیں۔ وہ غیر تسلی بخش ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ احباب جماعت نے اس امتحان کی اہمیت کو نہیں سمجھا۔ ہر دو رسائل کی افادی حیثیت کے پیش نظر اسبات کی ضرورت ہے کہ جماعت کا ہر فرد اس کے مضامین سے بخوبی واقف و آگاہ ہو ——— اس لئے احباب کی مزید سہولت کے لئے اس امتحان کی تاریخ میں تبدیلی کی جاتی ہے۔ اب ۲۵ مئی کی بجائے ۲۷ جولائی کو امتحان منعقد ہوگا۔ تا دوست پوری طرح تیاری کرکے امتحان دے سکیں۔

اس امتحان میں اول رہنے والے دوست کو دس روپیہ دوم رہنے والے کو پانچ روپے اور سوم رہنے والے دوست کو تین روپے کے انعامات بصورت کتب مینجر صاحب بکڈپو قادیان کی طرف سے دیئے جائیں گے۔ صدر صاحبان اور سیکرٹریان تعلیم و تربیت احباب کو زیادہ سے زیادہ تعداد میں شمولیت کی تحریک کریں اور فہرستیں مکمل کرکے جلد دفتر میں بھجوادیں تا اس کے مطابق پرچے تیار کرکے بھجوائے جاسکیں۔

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

ہدایت برائے مبلغین

یوم خلافت پر جلسے منعقد کرنے کے لئے جماعتوں کو اخبار بدر کے ذریعہ تحریک کرنے کے علاوہ تحریری طور پر لکھا جاچکا ہے۔ مبلغین مقامی جماعتوں سے یوم خلافت کے جلسوں کے سلسلہ میں پورا تعاون کریں۔ اور جلسوں کی رپورٹیں بھجوائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

پیارے بچے کی طرح

خدا کی گود میں آجاؤ گے

اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے۔ جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں۔ اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے۔ لیکن تھوڑے ہیں جو ایسے ہیں۔

(رسالہ الوصیت مطبوعہ ۱۹۰۵ء)

نئی دہلی۔ ۱۹ مئی وزیراعظم پنڈت نہرو آج ۲۰ مئی کو ۱۰ دن کی چھٹی کے سلئے وادئ کلو کے مقام منالی کیلئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ ہوائی فوج کے ڈکوٹہ جہاز میں ۹ بجے صبح پالم کے ہوائی اڈہ سے روانہ ہوکر کلو کے قریب بھونتر میں اُتریں گے